بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم وعلی عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد ۴۵

ایڈیٹر۔ منیر احمد خادم

نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

ہفت روزہ بدر قادیان

شمارہ ۴۰

شرح چندہ: سالانہ 100 روپے۔ بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی ڈاک 20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک 10 پونڈ یا 20 ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN - 143516

POSTAL REGISTRATION NO . P/GDP - 23

۱۹ جمادی الاوّل ۱۴۱۷ ہجری ٭ ۳ اخاء ۱۳۷۵ ہش ٭ ۳ اکتوبر ۱۹۹۶ء

ہفت روزہ بدر ۔ قادیان

M. Salam E. Engr.
Power System Planning
Directorate,
H.P.S.E.B. Vidyut Bhawan,
SHIMLA - 171 004 (H.P.)

اخبارِ احمدیہ

لندن ۲۸ ستمبر (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر وعافیت ہیں الحمد للہ۔ احبابِ جماعت حضور انور کی صحت وسلامتی درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

اَللّٰھُمَّ اَیِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسِ وَمَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَیَاتِہٖ وَبَارِکْ فِیْ عُمُرِہٖ وَاَمْرِہٖ ۔ آمین

۱۰۵ واں جلسہ سالانہ قادیان

مرکزِ احمدیت قادیان میں جلسہ سالانہ قادیان ۲۶، ۲۷، ۲۸ دسمبر ۱۹۹۶ء کو منعقد ہوگا انشاء اللہ۔ مجلسِ شوریٰ ۲۹ دسمبر بروز اتوار منعقد ہوگی۔ امراء کرام اور صدر صاحبان شوریٰ کے لئے تجاویز ۳۰ اکتوبر ۹۶ء تک بھجوا دیں۔ (ناظر دعوۃ وتبلیغ)

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام

اخلاص جیسی اور کوئی تلوار دلوں کو فتح کرنے والی نہیں۔

"جس کام میں ریاکاری کا ذرہ بھی ہو وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ اس کی وہی مثال ہے جیسے ایک اعلیٰ قسم کے عمدہ کھانے میں کتا مونہہ ڈال دے۔ آج کل بھی یہ مرض بہت پھیلا ہوا ہے اور اکثر امور میں ریاکاری کی ملونی ساتھ ہوتی ہے۔ پس اعمال میں ریا کی ملونی ہونی نہ چاہئے......

اس وقت میں سرًا و علانیۃً پر بحث نہیں کرتا بلکہ نفس کی ملونی کا ذکر کرتا ہوں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ہمیشہ خفیہ ہی خیرات کرو اور علانیہ نہ کرو۔ نیک نیتی کے ساتھ ہر کام میں ثواب ہوتا ہے۔ ایک نیک طبع انسان ایک کام میں سبقت کرتا ہے اس کی دیکھا دیکھی دوسرے بھی اس کارِ خیر میں شریک ہو جاتے ہیں۔ اس طرح سے اس شخص کو بھی ثواب ملتا ہے بلکہ ان کے ثواب میں سے بھی حصہ لیتا ہے۔ پس اس رنگ میں کوئی نیک کام اس نیت سے کرنا کہ دوسروں کو بھی ترغیب و تحریص ہو بڑا ثواب ہے۔

شریعت اسلام میں بڑے بڑے باریک امور ایسے ہیں تاکہ اخلاص کی قوت پیدا ہو جائے۔ اخلاص ایک موت ہے جو مخلص کو اپنے نفس پر وارد کرنی پڑتی ہے۔ جو شخص دیکھے کہ علانیہ خرچ کرنے اور خیرات دینے یا چندوں میں شامل ہونے سے اس کے نفس کو مزا آتا ہے اور ریا پیدا ہوتی ہے تو اس کو چاہئے کہ ریاکاری سے دست بردار ہو جائے اور بجائے علانیہ خرچ کرنے کے خفیہ طور سے خرچ کرے اور ایسا کرے کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی علم نہ ہو [illegible] اس میں کوئی سو برس کی ضرورت نہیں، اخلاص کی ضرورت ہے۔

(ملفوظات جلد پنجم (طبع جدید) صفحہ ۶۵۹۔۶۶۰)

جماعت احمدیہ کے پھیلنے اور نشوونما کا جماعت احمدیہ کے خلق مہمان نوازی سے گہرا تعلق ہے۔ (خلاصہ خطبہ جمعہ ۳۰ اگست ۹۶ء)

[میونخ ۔ ۳۰ اگست]: سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج میونخ (جرمنی) میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد سورہ الزمر کی آیت ۵۴ "قل یا عبادی الذین اسرفوا علی انفسھم...... الخ" کی تلاوت فرمائی اور پھر اس آیت کے مضمون کی وضاحت بیان کرنے سے قبل جماعت احمدیہ جرمنی کے دورہ کے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ سفر ہر پہلو سے بابرکت رہا اور بڑے اطمینان اور تشکر کے جذبات کے ساتھ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ امسال بھی خدا کے فضل سے میں نے جماعت جرمنی کا قدم ہر پہلو سے آگے دیکھا ہے۔ خاص طور پر صفائی کا معیار غیر معمولی طور پر بلند تھا۔ اور خدمت کا جہاں تک تعلق ہے، بہت بڑی خدمت ان کے سپرد تھی۔ بیرونی مہمانوں کے علاوہ جرمنی میں جو بڑی تعداد میں نئے احمدی ہوئے ہیں ان کی مہمان نوازی کا بھی وسیع کام تھا۔ حضور نے احباب جماعت جرمنی کی مہمان نوازی پر خوشی اور تحسین کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ انہوں نے فرش راہ بن کر مہمانوں کی خدمت کی اور مسلسل محنت کی اور تھکے نہیں۔ حضور نے فرمایا مہمان نوازی وہ خوبی ہے جس پر اللہ پیار کی نظر ڈالتا ہے۔ پس میں جماعت جرمنی کو مبارکباد دیتا ہوں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حدیث نبویؐ کے حوالہ سے بتایا کہ مہمان نوازی کی خوبی ایسی نہیں ہے جو نظر انداز کی جاتی ہے، یہ مشہود خوبی ہے۔ اس پر آسمان سے نظر پڑتی ہے۔ اس کی وجہ للہ ہونی چاہئے۔ جب کوئی شخص اللہ کی خاطر مہمان نوازی کرتا ہے تو یہ مہمان نوازی زمینی نہیں رہتی بلکہ آسمانی بن جاتی ہے۔ اس حسن خلق کو بڑھائیں کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو پانچ بنیادی شاخوں میں سے ایک شاخ قرار دیا ہے۔ حضور نے فرمایا کہ جماعت احمدیہ کے پھیلنے اور نشوونما کا جماعت احمدیہ کے خلق مہمان نوازی سے گہرا تعلق ہے اور ہمارے مستقبل کے ساتھ اس کا گہرا تعلق ہے۔ مہمان نوازی کے ذریعہ ہم نے لوگوں کے دل جیتنے ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ جماعت جرمنی کے حوالہ سے میں سب دنیا کی جماعتوں کو یہ پیغام دیتا ہوں کہ "فاستبقوا الخیرات" نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کوشش کرو۔ حضور نے امید ظاہر کی کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو اس پہلو سے بھی محبت کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی توفیق دے گا کیونکہ اگر یہ خدمتیں دل اور روح کے ساتھ کی جائیں تو پھر یہ بوجھ نہیں رہتیں۔ حضور نے فرمایا کہ ہمیشہ کے لئے اپنی نیکیوں کو قائم رکھنے کا راز یہ ہے کہ نیکیوں سے محبت کریں اور محبت کے ساتھ ان باتوں کو سرانجام دیں کہ نتیجہ میں کوئی بوجھ، بوجھ نہیں رہے گا بلکہ زندگی کا لطف بن جائے گا۔

حضور نے تمام دنیا کی جماعتوں کو نصیحت فرمائی کہ اس پہلو سے وہ آنے والے مہمانوں کے لئے اپنے آپ کو تیار کریں اور ان آنے والے مہمانوں میں سب سے زیادہ اہم مہمان اس وقت نومبایعین ہیں۔ نومبایعین کا سلسلہ اب ایسا بڑھ چکا ہے کہ ان کے لئے وسیع تر انتظامات کرنے ہونگے۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جو ابتدائی دور میں اگر محبت پالیں تو ہمیشہ کے لئے آپ کے ہو جائیں گے لیکن اگر ابتدائی دور میں ان سے سرد مہری کا سلوک ہو تو بعید نہیں ہوتا کہ یہ لوگ آہستہ آہستہ سرک کر پیچھے ہٹ جائیں یا اپنی ایک بے عملی کی سی حالت میں ٹھنڈے پڑ جائیں۔ پس تمام جماعتوں کو اس پہلو سے منصوبہ بنانا چاہئے کہ کثرت سے نئے آنے والوں میں سے کوئی بھی ایسا نہ رہے جس کو جماعت احمدیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمان کے طور پر سر آنکھوں پر نہ لے اور جس کی خدمت ایک دلی جذبہ سے نہ کرے۔ یہ مہمان وہ ہیں جو چند دنوں میں میزبان بننے والے ہیں اور ان میں سے ایسے پیدا ہونگے جو آپ کے شانہ بشانہ مل کر خدمتوں کو انجام دیں گے۔

بعدازاں حضور نے خطبہ کے آغاز میں تلاوت فرمودہ آیت کریمہ کے حوالہ سے بتایا کہ گزشتہ دنوں میں جب میں آپ کو شرک سے کلیۃً پاک ہونے اور آنحضرتؐ کی پیروی کی طرف بلاتا رہا ہوں تو ممکن ہے کہ بعض دلوں میں خوف پیدا ہو گیا ہو کہ اگر نیکی کے یہ تقاضے ہیں اور اتنی بلندیاں ہیں جنہیں ہم نے طے کرنا ہے اور بعض صورتوں میں ادنیٰ لغزشیں بھی ہمیں ہلاک کر سکتی ہیں اور روزمرہ زندگی میں ہم کئی موقعوں پر دنیا کی محبتوں کو اہمیت دیتے ہیں تو ہمارا کیا بنے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے اس پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ایک اقتباس کی روشنی میں فرمایا کہ گناہوں سے اپنے آپ کو پاک کرنے کا عمل شروع ہو جانا چاہئے۔ خدا پر حسن ظن رکھیں اور تدبیر اور محنت سے کام لیں اور جتنی توفیق ہے تقویٰ اور انصاف کی نظر سے جائزہ لے کر جو جو خامیاں ہیں ان میں سے پہلے کچھ کو پکڑ کر فیصلہ کریں کہ ان کو تو میں لازماً چھوڑوں گا۔ پھر "واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ" یعنی صبر کے ذریعہ، اس حسن ظن کے ذریعہ کہ یہ داغ مٹ جائیں اور پھر اس کوشش پر قائم رہتے ہوئے اور والصلوٰۃ یعنی عبادت کے ذریعہ نمازیں پڑھ کر خدا سے مدد مانگتے رہو اور ان داغوں کو مٹا کر چھوڑو جو بدزیب لگتے ہیں۔ جب آپ ان داغوں کو دور کریں گے تو پتہ چلے گا کہ ان کے نیچے چھپے ہوئے داغ اور بھی زیادہ بدزیب تھے۔

حضور نے فرمایا کہ آپ اپنے آپ کو گناہوں سے پاک کرنے کا سفر شروع کریں اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں۔ اگر خدا تعالیٰ کی رحمت شامل حال ہو اور "واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ" پر عمل ہو تو ہر قسم کے داغ مٹائے جا سکتے ہیں۔ احمدیت اللہ کا بہت بڑا احسان ہے۔ کئی اندھیروں سے اس نے آپ کو نکالا ہے لیکن روشنی میں پہنچ کر سفر ختم نہیں ہوا بلکہ سفر کا آغاز ہوا ہے اور توحید کا سفر لامتناہی ہے۔

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۳ اِخاء ۱۳۷۵ہش

دیوبندی چالوں سے بچئے!

(۱۴)

گزشتہ اشاعت میں بزرگانِ اسلام کی دو کتب یعنی "مجموعہ خطب" اور "معراج نامہ" کا ذکر کرکے ہم نے بتایا تھا کہ ان ہر دو کتب میں سے ایک میں وفاتِ مسیحؑ کی دلیل ہونے کی وجہ سے اور دوسری میں رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے معراجِ رُوحانی کا تذکرہ ہونے کے باعث یہ ہر دو کتب دیوبندی تحریف کی زد میں آگئی ہیں۔ ساتھ ہی ہم نے ثبوت کے لئے قدیمی اشاعت اور بعد کی اشاعت کے نسخوں کے عکس بھی شائع کئے تھے تاکہ انصاف پسندوں پر تمام بات کُھل کر واضح ہوجائے۔ اِس اشاعت میں مزید ایسی ہی چند اَور کُتب کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

تذکرۃ الاولیاء: یہ کتاب دُنیائے اِسلام کے ممتاز صُوفی اور نامور بزرگ حضرت شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ (وفات ۶۱۸ھ مطابق ۱۲۲۱ء) کی ہے۔ اصل کتاب فارسی زبان میں ہے اس کا پہلا مستند اور بامحاورہ اُردو ترجمہ جناب عطاء الرحمٰن صاحب صدیقی نے کیا ہے۔ اور جو ملک چنن دین صاحب نقشبندی مجدّدی تاجر کتب منزل نقشبندیہ کشمیری بازار لاہور نے اپریل ۱۹۲۵ء میں چھپوایا تھا۔ اِس کتاب میں جماعتِ احمدیہ کے علمِ کلام کی تائید میں بہت سے حوالہ جات ملتے ہیں۔ جن کا تذکرہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی کتب میں ہوچکا ہے۔ اور وہ حوالہ جات جو احمدیہ علمِ کلام میں تذکرۃ الاولیاء کتاب سے پیش کئے جاچکے ہیں، وہ کسی ایک بزرگ کے نہیں بلکہ ان میں حضرت امام جعفر صادقؒ (وفات ۱۴۷ھ) حضرت حسن بصریؒ (۱۱۰ھ) حضرت بایزید بسطامیؒ (۱۱۰ھ) حضرت سُفیان ثوریؒ (۲۶۱ھ) حضرت امام ابوحنیفہؒ (۱۵۰ھ) حضرت شبلیؒ (۳۳۴ھ) حضرت ابو الحسن النوریؒ (۲۹۷ھ) حضرت محمد بن علی الحکیم الترمذیؒ (۲۵۵ھ) حضرت جُنید بغدادیؒ (۲۹۸ھ) جیسے کئی جلیل القدر بزرگانِ اسلام شامل ہیں۔

یہ تمام بزرگانِ دین جو آج کے دیوبندی علماء کی نسبت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے قریب ترین زمانہ میں تھے۔ اُنہوں نے وہ باتیں تحریر فرمائی ہیں جو سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے نظریات کے عین مطابق ہیں اور جن سے یہ دیوبندی علماء غافل ہیں۔ اور جن کی وجہ سے یہ بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ سیّدنا حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی پر کُفر کے فتوے لگاکر طرح طرح کی گالیاں دے رہے ہیں۔ جب علمائے احمدیت نے بتایا کہ جو باتیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام پیش فرما رہے ہیں اور جن کی بناء پر تم حضور علیہ السّلام کو گالیاں نکال رہے ہو ایسی ہی باتیں تو قبل ازیں بزرگانِ دین پیش فرماچکے ہیں تو مخالف علماء حیران رہ گئے۔

اب ان کے لئے صرف دو ہی راستے بچے تھے۔

● ـــ یا تو وہ حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام پر ایمان لے آتے۔

● ـــ اور یا پھر جس طرح حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کو گالیاں نکال رہے تھے اور کُفر کے فتوے دے رہے تھے بالکل وہی فتوے گزشتہ بزرگانِ دین پر بھی لگاتے۔

لیکن اپنے تکبّر اور خوف کی وجہ سے یہ دونوں ہی باتیں اُنہیں منظور نہ ہوئیں۔ چونکہ یہ اپنے آپ کو خدا کی طرف سے آنے والے مامُور کی نسبت بڑا سمجھتے تھے اور اَنَا خَیْرٌ مِّنْہُ کا نعرہ لگاچکے تھے۔ اِس لئے اب ایمان لانا اُن کی قسمت میں نہیں تھا۔ اِلّا ماشاء اللہ۔

اِسی طرح عوام کے خوف کی وجہ سے یہ گزشتہ بزرگانِ دین پر بھی کُفر کے فتوے نہیں لگا سکتے تھے۔ چنانچہ ان دونوں راہوں سے ہٹ کر ایک تیسری راہ اختیار کی اور وہ یہ کہ بزرگانِ اسلام کے نظریوں میں تبدیلی کرکے انہیں اپنے نظریوں کے مطابق ڈھالنے کا ایک گھناؤنا مکر کیا۔ چنانچہ "تذکرۃ الاولیاء" کتاب میں ایسے اکثر حوالوں میں تبدیلی کردی جو علمائے احمدیت اپنی کتابوں میں پیش کرچکے تھے۔ پہلے پہل تحریف کی یہ "خدمتِ اسلام" علامہ عبدالرحمٰن شوق امرتسری کے سپُرد ہوئی جنہوں نے بزرگان کے حوالہ جات میں تحریف کرکے "تذکرۃ الاولیاء" کا ایک ایسا نسخہ تیار کیا جو ملک سراج الدین اینڈ سنز تاجرانِ کتب کشمیری بازار لاہور نے ۱۹۵۶ء میں شائع کیا۔ علامہ عبدالرحمٰن شوق نے یہ دھوکا دہی اور فریب کا کام تو کیا لیکن وہ اور اُن کے حواری فارسی کے اصل نسخہ میں بھی تبدیلیاں کرنا بھول گئے۔ چنانچہ فارسی کا نسخہ اب تک قدیمی حالت میں موجود ہے جو رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثِ مبارک عُلَمَاؤُھُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَآءِ (اُن کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے) کی صداقت کی دلیل پیش کر رہا ہے۔

غیر احمدی علماء کے اس فریب اور تحریف کی کاروائی سے صاف ثابت ہوجاتا ہے کہ اگر یہ علماء مذکورہ بزرگانِ دین کے زمانہ میں ہوتے تو ضرور ان پر بھی کفر کے فتوے لگاتے۔ لیکن چونکہ آج کروڑوں مُسلمان ان بزرگوں کی نیکی اور تقویٰ کے قائل ہیں اور ان کے خلاف ایک لفظ بھی سُننے کے لئے تیار نہیں اِس لئے مارے خوف کے چپکے چپکے اُن کے مسودات کا ستیاناس کر رہے ہیں۔

اربعین فی احوال المہدیین: یہ کتاب تیرہویں صدی کے مُجدّد حضرت سیّد احمد بریلویؒ کے مُرید خاص حضرت شاہ اسمٰعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ (شہادت ۱۸۳۱ء) کی ہے جو پہلی بار ۲۱ نومبر ۱۸۵۱ء کو مصری گنج کلکتہ سے شائع ہوئی۔ اس کتاب کے آخر میں چھٹی صدی ہجری کے ولی حضرت نعمت اللہ ولی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک قصیدہ بھی شامل تھا جو انہوں نے ظہورِ امام مہدی سے متعلق پچپن اشعار پر مشتمل تحریر فرمایا تھا۔

اس اصل قصیدہ میں حضرت مرزا غُلام احمد قادیانی بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام کی صداقت پر مشتمل کئی اشعار ہیں۔ جس میں آپ کا نام احمد اور آپ کے ایک موعود بیٹے کا تذکرہ ہے۔ اِسی طرح یہ بھی ذکر ہے کہ آنے والا وجود "مہدیٔ وقت" اور "عیسٰیٔ دوران" ہوگا۔ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السّلام نے اِس قصیدہ کا تفصیلی تذکرہ اپنی تصنیف لطیف "نشانِ آسمانی" (جون ۱۸۹۲ء) میں فرمایا ہے۔

حق کے دُشمنوں نے حضور علیہ السّلام کی کتاب میں جب اس قصیدہ کے متعلق پڑھا اور محسوس کیا کہ یہ ابیات مرزا صاحب (علیہ السّلام) کی صداقت پر ایک روشن دلیل ہیں تو ان کے سینوں کا بُغض اور اُن کے جھُوٹ اور فریب کی طبیعت مچلنے لگی۔ چنانچہ مولوی محمد جعفر تھانیسری نے "نشانِ آسمانی" کے رَدّ میں "تائیدِ آسمانی" لکھی جس میں قصیدہ کے اشعار کو تسلیم کرتے ہوئے یہ لکھا کہ یہ نشانیاں تو حضرت مرزا صاحب پر چسپاں ہوتیں۔ لیکن چونکہ ان واضح نشانیوں کی موجودگی میں حق پر پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔ چنانچہ یہ چال چلی گئی کہ رسالہ اربعین کو مولانا ولایت علی عظیم آبادی (وفات ۱۲۶۹ھ) کے دُوسرے رسالوں میں شامل کرکے اِس مجموعے کا نام "رسائل قطعہ" رکھ کر شائع کیا اور رسالہ اربعین کے آخر سے حضرت نعمت اللہ ولیؒ کا مکمل قصیدہ جو پچپن اشعار پر مشتمل ہے، بالکل خارج کر ڈالا۔ محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد مؤرخ احمدیت ربوہ نے اس پر تفصیل سے اپنے ایک مضمون مطبوعہ رسالہ الفُرقان ربوہ جنوری ۱۹۷۲ء اور اپنی کتاب "اِسلامی لٹریچر میں خوفناک تحریف" میں روشنی ڈالی ہے۔

حیرت کی بات یہ ہے کہ یہ علمائے دیوبند جو پہلے اِس قصیدہ کو بالکل سرے سے ہی ختم کرچکے تھے "مُحافظِ ختمِ نبوّت" ذوالفقار علی بُھٹّو کے دَور میں انہیں یہ قصیدہ پھر یاد آیا۔ اور انہوں نے اس قصیدہ کے درج ذیل شعر کو ذوالفقار علی بُھٹّو کے لئے پیش کیا ؎

بانامِ ذال مردے حق گو و نیک نامے
گیرد عناں شود اُو کارے مجُاہدانہ

ترجمہ:۔ یعنی ذال سے شروع ہونے والے نام کا ایک شخص جو حق گو اور شہرت یافتہ ہوگا عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے گا اور اس کے ہاتھ سے کوئی مجاہدانہ کام سرانجام پائے گا۔ لیکن جب یہ "مردِ خُدا" ایک اَور "مردِ خُدا" ضیاء الحق کے ہاتھوں ذلیل و رُسوا ہُوا۔ تو یہ بناوٹی شعر بنانے والوں کے چہرے سیاہ ہوگئے۔ (باقی)

(مُنیر احمد خادم)

خلافت کے عَلَم کے نیچے آؤ مُنتشِر لوگو!

نِکالا تھا جسے ارضِ وطن سے، اَے ناداں دُشمن
وہ آتا ہے روزانہ ب تمہاری بستی میں

صَدا اُس کی سُنو سب غور سے، جو روز دیتا ہے
خُدا کے نُور کو جو خُدا را اُس کی ہستی میں

صَدائے احمدیّت ہے صَدائے آسمانی ہے
نہ ٹھکراؤ اے لوگو تُم اپنے کِبر و مستی میں

ذرا سوچو امامِ وقت کے اِنکار سے تُم سب
خُدا کی نظر سے گِر کر گِرے ہو کیسی پستی میں

خِلافت کے عَلَم کے نیچے آؤ مُنتشِر لوگو!
اگر چاہتے ہو رفعت ہو تمہیں پھر نیک بختی میں

خواجہ عبدالمومن۔ اوسلو۔ ناروے۔

خطبہ جمعہ

ہم دنیا میں توحید کا قیام کر ہی نہیں سکتے جب تک اپنے نفس میں توحید کا قیام نہ کریں اور قیام توحید کا قسط سے ایک گہرا اور اٹوٹ تعلق ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۲۶ جولائی ۱۹۹۶ء مطابق ۲۶ وفا ۱۳۷۵ ہجری شمسی بمقام اسلام آباد ٹلفورڈ (برطانیہ)

[خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے]

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له. وأشهد أن محمدًا عبده ورسوله. أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم. ﴿بسم الله الرحمٰن الرحيم. الحمد لله رب العٰلمين. الرحمٰن الرحيم. مٰلك يوم الدين. إياك نعبد وإياك نستعين. اهدنا الصراط المستقيم. صراط الذين أنعمتَ عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين.﴾

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ؕ﴿۱۹﴾

(سورہ آل عمران: ۱۹)

الحمدللہ کہ آج یونائیٹڈ کنگڈم کے سالانہ جلسہ کا پہلا روز ہے جو جمعہ سے شروع ہو رہا ہے۔ آج جمعہ کا خطبہ الگ ہوگا اور اس کے بعد افتتاحی اجلاس کچھ عرصے کے بعد اس سے الگ ہوگا لیکن دونوں کا مضمون جو میں نے آج کے لئے اختیار کیا ہے ایک ہی ہے یعنی توحید باری تعالیٰ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس وقت دنیا کے تمام مسائل کا تجزیہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ سب دنیا شرک میں ڈوب چکی ہے اور تمام مرضوں کا آخری مرض، وہ جڑ جس سے سب مرضیں پھوٹ رہی ہیں وہ شرک ہے اور شرک کے سوا اور کچھ نہیں۔ توحید کے نام لیوا بھی مشرک ہو چکے ہیں اور وہ جو مشرک ہیں وہ تو مشرک ہی ہیں اور ہر مذہب اس وقت عملاً خدا کے سوا دوسرے خداؤں کی پوجا کر رہا ہے۔ اور سب سے بڑا بت جو آج دنیا کے سامنے سر اٹھا کر خدا کا دعوے دار بن کے نکلا ہے وہ انا کا بت ہے۔ درحقیقت انسان خود اپنی ہی پرستش کر رہا ہے۔

اس پہلو سے آج کا یہ مضمون توحید کا اختیار کرنے میں میرے پیش نظر یہ تھا کہ خطبے کے دوران آپ کو اپنی ذات میں توحید قائم کرنے کی طرف متوجہ کروں اور افتتاحی اجلاس میں توحید کے جو تقاضے ہم نے کل عالم میں پورے کرنے ہیں، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس طرح ان کو سمجھا اور جس طرح پیش فرمایا آپ کے حوالے سے توحید کا وہ مضمون آپ کے سامنے رکھوں۔ خطبے میں توحید کے مضمون کا تعلق ہر احمدی کی ذات سے ہے اور خود میری ذات سے بھی ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہم دنیا میں توحید کا قیام کر ہی نہیں سکتے جب تک اپنے نفس میں توحید کا قیام نہ کریں۔ اور قیام توحید کا قسط سے ایک گہرا اور اٹوٹ تعلق ہے۔ قسط سے مراد ہے انصاف۔ انصاف کے لئے اگرچہ مختلف الفاظ استعمال ہوئے ہیں لیکن قسط اس مضمون میں ایک خاص مناسبت رکھتا ہے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے یہاں لفظ قسط کو اختیار فرمایا۔

قرآن کریم فرماتا ہے "شهد الله انه لآاله الا هو" اللہ گواہی دیتا ہے کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے "والملائكة و اولوالعلم" اور ملائک بھی یعنی فرشتے اور صاحب علم لوگ بھی اسی طرح خدا کے ساتھ گواہی دے رہے ہیں۔ مگر ان کی گواہی اللہ کے ذیل میں آکر کام دکھاتی ہے اپنی ذات میں اس کی کوئی حیثیت نہیں۔ کیونکہ بعد میں یہ نہیں فرمایا "قائمین بالقسط" یہ سب کے سب انصاف کو قائم کرنے والے ہیں بلکہ "قائماً بالقسط" کہہ کر فرمایا کہ اللہ کی گواہی سب سے اہم اور سب سے زیادہ قابل قبول ہے کیونکہ وہ قسط پر قائم ہے اور قسط کو قائم کرنے والا ہے۔ قسط سے مراد جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے عرف عام میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ انصاف ہے اور کوئی گواہ بھی جب تک انصاف پر مبنی نہ ہو اس کا انصاف پر قدم نہ ہو اس کی گواہی قابل قبول نہیں ہو سکتی۔ پس ملائکہ اور اولوالعلم اس لئے قابل قبول ہیں کہ خدا ان کو اپنی گواہی کے ساتھ شامل فرماتا ہے اور اس کے قسط کی ذیل میں ملائکہ بھی آجاتے ہیں اور اولوالعلم بھی آجاتے ہیں۔ مگر اصل گواہی خدا ہی کی ہے اور اس سے بڑھ کر کوئی گواہی ممکن نہیں ہے۔ "لا اله الا هوالعزيز الحكيم" اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے "العزيز" وہ غلبے والا اور بزرگی والا ہے "الحكيم" اور حکمت والا ہے۔

پس ساری کائنات میں یہ گواہی پھیلی پڑی ہے اور جب خدا کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں تو ہم اس وجہ سے نہیں مانتے کہ ہمیں آواز آرہی ہے قرآن کی طرف سے کہ اللہ نے گواہی دے دی۔ "وهو العزيز الحكيم" میں اس گواہی کی عظمت اور اس کا وقار اور حکمت سب بیان ہو گئیں گویا تمام کائنات پر نظر ڈال کے دیکھو اس میں ایک عزیز اور حکیم خدا کا ہاتھ دکھائی دے گا۔ پس جب عزیز اور حکیم ہونے میں کائنات کی ہر چیز خدا کی عزت اور اس کی حکمت پر گواہ ہے۔ تو اللہ کی گواہی خود عدل پر قائم ہے۔ اگر محض اس وجہ سے خدا اپنی گواہی لوگوں سے منوائے کہ میں غالب ہوں میری گواہی مان لو تو یہ گواہی اپنی ذات میں بھی عدل کے خلاف ہو جائے گی۔ لیکن اگر کوئی منصف یہ کہے کہ میری گواہی مانو کیونکہ میں علم کے زور سے اور حقیقت کے زور سے غالب ہوں نہ کہ جبر کے زور سے۔ اور عزیز میں اور جابر میں یہی بڑا فرق ہے۔ عزیز اس ذات کو کہتے ہیں جو علم کی طاقت سے عزت والا غلبہ حاصل کرے اور بزرگی پائے اور صاحب علم کی بزرگی میں کوئی جبروت نہیں کوئی زبردستی نہیں کوئی ڈکٹیٹرشپ نہیں ہے بلکہ علم اپنی ذات میں ایک طاقت بھی ہے اور عزت بھی ہے۔ اور پھر اس کے ساتھ اگر حکمت بھی آجائے، ہر علم کے پیچھے جو حکمتیں ہیں تہہ بہ تہہ نہ ختم ہونے والی حکمتوں کا سلسلہ ہے وہ بھی اگر اس بات پر گواہ ٹھہرے کہ یہ گواہی دینے والا جس نے یہ کائنات بنائی صرف اس کائنات میں ایک ہی وجود کا ثبوت ملتا ہے جو عزیز ہے اور جو حکیم ہے۔ پس اس پہلو سے اس گواہی میں ایک بڑی عظمت پیدا ہو جاتی ہے۔

مگر جس تعلق میں خاص طور پر میں آپ کے سامنے یہ آیت رکھ رہا ہوں وہ آپ کی ذات کا تعلق ہے اور میری ذات کا تعلق ہے۔ ہم جب کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہماری گواہی کے حق میں ہمارے اندر کون سے ایسے شواہد ہیں یعنی گواہی کے حق میں کون سے گواہ ہمارے اندر موجود ہیں جو دنیا کو یقین دلا سکیں کہ ہم اس گواہی میں سچے ہیں۔ وہ گواہی کردار کی گواہی ہو سکتی ہے اور علم کی گواہی ہو سکتی ہے اور حکمت کی گواہی ہو سکتی ہے۔ علم اور حکمت کی گواہی سے مراد یہ ہے کہ ہم جب گواہی دیتے ہیں مثلاً روزانہ نماز میں پانچ وقت یہ پڑھتے ہیں "اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و اشهد ان محمداً عبده و رسوله" تو کبھی ہم نے غور کیا کہ ہم گواہی کس برتے پر دے رہے ہیں۔ ہمیں خدا کا کیا ذاتی علم ہے اور خدا کی حکمتوں سے ہم نے کس حد تک حصہ پایا ہے۔ آج کون سا نیا مضمون لے کے ہم اٹھے ہیں کہ ازسرنو گواہی کو دہرا رہے ہیں "اشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و ان محمداً رسول الله" اگر یہ گواہی خالی ہو، نہ ہمیں خدا کا علم ہو، نہ خدا کی حکمتوں سے واقف ہوں۔ خدا کا علم مکمل تو ناممکن ہے اتنا ہی ہوتا ہے جتنا وہ عطا فرماتا ہے مگر عطا انہی کو فرماتا ہے جو اس میں جستجو کرتے ہیں اور حکمتوں پر بھی کوئی محیط نہیں ہو سکتا وہ لامتناہی سلسلہ ہے۔ مگر ہر روز خدا نئے علم کے ساتھ اپنے بندوں پر ظاہر ہوتا ہے نئی حکمتوں کے ساتھ اپنے بندوں پر ظاہر ہوتا ہے مگر اپنے بندوں پر ظاہر ہوتا ہے۔ پس ہم کس حد تک خدا کے بندے بن رہے ہیں بالارادہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہمارا قدم اٹھ رہا ہے اور کیا ہر صبح ہم یہ گواہی دے سکتے ہیں کہ ہاں ایک ہی خدا ہے اور کوئی خدا نہیں۔ اور اس گواہی کے حق میں ہمارا کون سا علم ہے جو بطور دلیل کے ہم دنیا کے سامنے رکھ سکتے ہیں۔ اپنی ذات پر آپ غور کرکے دیکھیں تو روزانہ صبح سے رات تک اور پھر رات کو سوتے وقت بھی آپ کی خوابیں آپ پر گواہ بن جاتی ہیں۔ صبح سے شام تک ہونے والے واقعات اور ان واقعات میں وہ فیصلے جو آپ کرتے ہیں وہ آپ پر گواہ بن جاتے ہیں اور آپ کی شخصیت کو خود آپ سے ہی تعارف کرواتے رہتے ہیں آپ کی خوابیں بھی وہی کردار ادا کرتی ہیں۔ پس سوتے اور جاگتے ہم اپنی ذات سے متعارف ہو رہے ہیں اور اس تعارف کے نتیجے میں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہم جب "التحيات لله" میں خدا کے حضور جو تحیہ پیش کرتے ہیں اس تحیہ میں سچائی ہے بھی کہ نہیں اور جب ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ آج ہم گواہی دے رہے ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو کس برتے پر گواہی دیتے ہیں۔ کون سا نیا علم ہم نے خدا کی ذات کے تعلق میں حاصل کیا، کون سی ایسی حکمت کی بات ہمیں معلوم ہوئی جس پر ہم کہہ سکیں کہ ایک ہی خدا ہے اور کوئی خدا نہیں۔ تو محض "اشهد" کہہ کر انگلی اٹھا دینا اور گواہی دے دینا یہ ہماری نجات کا موجب نہیں بن سکتا نہ ہی یہ گواہی کسی کے لئے قابل قبول ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ایسی ہی گواہی دینے والوں کے متعلق اللہ تعالیٰ بعض اوقات ایک گواہی دیتا ہے جیسا کہ سورہ المنافقون میں آیت دو تا چار میں ذکر ہے "اذا جآءك المنٰفقون قالوانشهد انك لرسول الله" جب منافق تیرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں، وہی "اشهد" جو ہم پڑھتے ہیں، وہ کہتے ہیں "نشهد" ہم گواہی دیتے ہیں کہ "انك لرسول الله" کہ تو اللہ کا رسول ہے "والله يعلم انك لرسوله" اب وہی علم کا مضمون یہاں اس گواہی کے تعلق میں آیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے "والله يشهد ان المنافقين لكاذبون" اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹ بول رہے ہیں یعنی گواہی سچی ہونے کے باوجود جھوٹی ہو جاتی ہے۔

اس حقیقت پر اگر آپ آگاہ نہ ہوں اگر آپ شعوری طور پر یہ سوچیں نہیں کہ آپ کی گواہیاں اپنے

مضمون کے اعتبار سے سچی بھی ہوں تو آپ بطور جھوٹے گواہ لکھے جائیں گے تو اس وقت تک آپ کو ایک گھبراہٹ پیدا نہیں ہوگی، اپنے دل میں ایک پریشانی اور انتباہ کی کیفیت محسوس نہیں کریں گے۔ پریشانی اس بات پر کہ ہم مونہہ سے جو کہتے ہیں ہمیں پتہ ہی نہیں ہم کیا کہہ رہے ہیں اور واقعتہً جو کہتے ہیں وہ دل میں ہے بھی کہ نہیں۔ اور اگر سچ سمجھ کے بھی کہہ رہے ہیں تو اس کے حق میں ہمارے پاس کیا ثبوت ہیں۔ اور انتباہ ان معنوں میں کہ اگر یہ صورت حال غفلت کی اسی طرح رہے اور اسی حال پر انسان جان دیدے تو تمام عمر کی نمازوں کی ہر گواہی جھوٹی لکھی جائے گی۔

اگر تم یہ گواہی دیتے ہو کہ محمد، اللہ کے رسول اور اس کے بندے تھے تو اس گواہی کو اس طرح دو جس طرح اس رسول اور اس بندے نے گواہیاں دی تھیں۔

آج جو دنیا میں بدکرداری کا دور ہے جس کی طرف میں نے شروع ہی میں اشارہ کیا کہ شرک ہی شرک پھیلا ہوا ہے اس میں یہی تو ہو رہا ہے۔ کتنے مذاہب ہیں جو یہ گواہی دیتے ہیں کہ اللہ ایک ہے یا ایک سے زیادہ بھی مانیں تو ایک خدا کے حق میں بھی گواہی دیتے ہیں مگر عملاً ان کے کردار پر اس گواہی نے کیا اثر ڈالا اور ان کا کردار اس گواہی کے حق میں کیا ثبوت پیش کر رہا ہے۔ پس اس پہلو سے ہم نے جو تمام دنیا کو توحید پر اکٹھے کرنا ہے اور تمام دنیا کو شرک سے نکال کر توحید کی پناہ گاہ میں لانا ہے ہم پر کس حد تک یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کا تصور کیجئے کہ ہم توحید کا سفر اپنی ذات سے شروع کریں۔ اگر غفلتوں کی حالت میں ہم نمازیں پڑھتے رہے تو نہ ہم مؤحد بن سکیں گے نہ دنیا کو مؤحد بنا سکیں گے کیونکہ توحید کا مضمون سچائی سے تعلق رکھتا ہے، علم سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسے علم سے تعلق رکھتا ہے جو معزز علم ہے جو عزت لاتا ہے اور غلبہ لاتا ہے اور پھر حکمت سے تعلق رکھتا ہے۔ تو اس تعارف کے ساتھ میں آپ کے سامنے یہ مضمون نسبتاً زیادہ کھولتا ہوں، روزمرہ کی زندگی کے حوالے سے آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

ہم اگر سارا دن جھوٹ بولتے ہوں، سارا دن بدکلامیاں کرتے ہوں، جہاں اپنی ذات کا تعلق ہو وہاں انصاف کا گز اور طرح کا بنائیں، جہاں غیر کی ذات کا تعلق ہو وہاں انصاف کا گز اور طرح کا بنالیں، پیمانے بدلتے رہیں اور روزمرہ کی زندگی میں جھوٹ کی اتنی عادت ہو چکی ہو کہ جو سچے ہیں وہ بھی اپنی زندگی کے کسی نہ کسی مقام پر ضرور پھسل جاتے ہوں اور سچائی اس حد تک اپناتے ہوں جس حد تک اس کا اپنانا ہمیں نقصان نہیں پہنچاتا اور جہاں سچائی اور نقصان آمنے سامنے کھڑے ہوئے وہاں کب اور کس حد تک ہم سچائی کو پکڑتے اور جھوٹ کو متروک کر دیتے ہیں، مردود کر دیتے ہیں یہ وہ سوال ہے جو پہلے نفس میں اٹھنا چاہیئے اور روزانہ اٹھنا چاہیئے۔ اگر ہماری یہی کیفیت رہے کہ ہمیشہ جب بھی ہمارا مفاد سچائی سے ٹکرائے تو سچائی اس مفاد سے ٹکرا کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے اور ہم اس دن نماز میں، ہر نماز میں یہ گواہی دیں "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ" تو خدا آسمان سے یہ گواہی دے گا کہ میں جانتا ہوں کہ میں ایک ہوں اور میں جانتا ہوں کہ محمد میرا رسول ہے اور میرا عبد ہے لیکن میں گواہی دیتا ہوں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔ کیونکہ اس یقین اور علم کے بعد کہ خدا ایک ہے اور اس یقین اور علم کے بعد کہ خدا کے بندہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم اس کا بندہ بھی ہیں اور رسول بھی ہیں پھر ہم اپنی ذات میں ایک تضاد قائم رکھیں اور روزمرہ کی زندگی میں جہاں بھی توحید کو اختیار کرنا ہو اور غیر اللہ کو چھوڑنا ہو بلا تردد غیر اللہ کو اختیار کرلیں اور توحید کو چھوڑ دیں تو یہ کوئی معمولی بات تو نہیں ہے۔

یہ محض ایک تقریر کا فقرہ نہیں کہ خدا آسمان سے گواہی دے تقریروں میں ایسے فقرے آ جاتے ہیں۔ مگر میں نے اس فقرے کی بناء اس گواہی پر رکھی ہے جو قرآن کریم میں مذکور ہے "اذا جآء ک المنفقون قالوا نشھد انک لرسول اللّٰہ واللّٰہ یعلم انک لرسولہ" جب بھی منافق تیرے پاس آتے ہیں اور کہتے ہیں ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ اللہ جانتا ہے کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ "واللّٰہ یشھد ان المنفقین لکذبون" اور اللہ گواہی دیتا ہے کہ یہ جھوٹ بولتے ہیں۔ اب وہ منافق تو خدا جانے کتنی دفعہ آنحضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہوں گے۔ ہر روز تو ان کو توفیق نہیں ملتی ہوگی۔ کبھی کبھار ہفتے میں ایک یا دو بار شاید جب ملتے ہوں اور ملتے ہوئے یہ گواہی دیتے ہوں مگر خدا کے سامنے ہم روز حاضر ہوتے ہیں، پانچ نمازوں میں حاضر ہوتے ہیں، ہر نماز میں ایک ایسا قعدہ بھی آتا ہے جس میں ہمیشہ ہم یہ گواہی دیتے ہیں کہ اے خدا ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ایک ہے تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اب وہ خدا جو ان منافقوں سے یہ سلوک کرتا ہے وہ اگر صاحبِ قسط ہے جیسا کہ گواہی دیتا ہے تو اس کے قسط کا، اس کے انصاف کا تقاضا ہے کہ جب بھی توحید کے بارے میں یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی صداقت کے بارے میں کوئی جھوٹی گواہی دے تو آسمان سے خدا اس گواہی کا انکار کرے اور اعلان کرے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تم جھوٹ بول رہے ہو۔

کیا ہم نمازوں میں اس قسم کی لعنتیں تو نہیں سمیٹ رہے؟ پس قرآن کریم جن نمازوں کے متعلق فرماتا ہے "ویل للمصلین" اس مضمون پر غور کرکے اس "ویل" کی سمجھ آ جاتی ہے، ہلاکت ہو نماز پڑھنے والوں پر، لعنت ہو نماز پڑھنے والوں پر، اب نعوذ باللہ من ذٰلک نماز پڑھنے والوں پر تو لعنت کا تصور بھی نہیں ہو سکتا۔ لیکن یہ خدا کا کلام ہے اور قرآن کی عظمت کا نشان ہے۔ تمام دنیا کی الٰہی کتابوں میں آپ تلاش کرکے دیکھ لیں وہاں نمازیوں پر لعنت نہیں ڈالی جائے گی مگر بعض نمازیوں پر قرآن لعنت ڈالتا ہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے قرآن سے یہ مضمون سیکھا ہے وہ بزرگ اور صوفیاء بھی ایسے نمازیوں کا ذکر کرتے ہیں اور لعنت کے ساتھ ذکر کرتے ہیں مگر اصل اعلان قرآن کا اعلان ہے۔ "ویل للمصلین الذین ھم عن صلاتھم ساھون"۔ وہ نماز پڑھنے والے جو نماز سے غافل ہیں ان پر لعنت ہو اور ان کی غفلت کی سب سے بڑی پہچان یہ گواہی ہے جو میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے "اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریک لہ و اشھد ان محمداً عبدہ و رسولہ" میں گواہی دے رہا ہوں کہ خدا ایک ہے اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ یہ صرف ایک ایسا اقرار نہیں ہے جو ساکت اور جامد ہو۔ جو خصوصیت کے ساتھ قابل توجہ بات ہے کہ یہ ایک جاری اعلان ہے اور ہر نماز اور ہر دو نمازوں کے درمیان آپ کو ضرور خدا تعالیٰ کے متعلق کچھ علم بڑھنا چاہیئے۔ ورنہ ایک ہی گواہی آپ دیتے چلے جائیں اور دیتے چلے جائیں اور اس کا تجربہ کچھ نہ ہو یہ ایک بے معنی سی بات بن جائے گی۔ لوگ کہتے ہیں نماز میں جب ہم ایک ہی جیسی باتیں دہراتے ہیں اور ہر نماز میں دہراتے ہیں اور دہراتے چلے جاتے ہیں تو کیا یہ بات اکتاہٹ پیدا نہیں کرتی اور بعض معترضین یہ سوال اٹھاتے ہیں جس کو بوریت کہتے ہیں تو کیا نماز آپ کو بور نہیں کر دے گی ہر نماز میں وہی باتیں۔ مگر اس مضمون پر ایک دفعہ میں نے پہلے تفصیل سے روشنی ڈالی تھی ہر نماز کی وہ باتیں برتن ہیں جو ہر روز نئے مشروب سے بھرتی ہیں۔ وہ باتیں چاہے ایک ہی ہوں مگر وہ تو محض ظروف کا کام دیتی ہیں، برتنوں کا کام دیتی ہیں اور ان برتنوں میں ضرور آپ نے کچھ بھرنا ہے اور وہ کچھ ہے جو آپ لے کر پیش ہوتے ہیں۔ اگر آپ ان برتنوں کو خالی رکھیں کوئی نئی بات اس میں نہ بھریں تو لازم ہے کہ آپ بور ہوں گے۔

"الحمدللّٰہ رب العلمین، الحمدللّٰہ رب العلمین" آپ ہزار مرتبہ کہیں اور حمد کا ایک ہی معنیٰ دماغ میں رہے، ربوبیت کا ایک ہی معنیٰ رہے اور اپنے ربوبیت کے تجارب کو آپ الحمد کے ساتھ وابستہ نہ کریں، اگر آپ اپنے ربوبیت کے تجارب کو الحمد کے ظرف میں نہ بھریں اور رب العلمین کہتے ہوئے جب حمد کہتے ہیں تو آپ کو یہ علم نہ ہو کہ آج آپ کیوں رب العالمین کہنے کے مستحق ہیں۔ آج کیا نئی بات آپ نے دیکھی جس کی وجہ سے آپ اعلان کرتے ہیں کہ اللہ ہی رب العالمین ہے۔ یہ جو نئی باتیں ہیں ان کا تعلق علم اور حکمت دونوں سے ہے۔ علم کی رو سے آپ کا جوں جوں علم بڑھتا ہے کائنات پر آپ غور کرتے ہیں نظام کائنات کو دیکھتے ہیں، اس کے ربوبیت کے نشان دیکھتے ہیں تو حیران ہو جاتے ہیں کہ ایک لامتناہی سلسلہ ہے ربوبیت کا جو ختم ہونے میں آ ہی نہیں چکتا، نہ آ سکتا ہے۔ اس کی ربوبیت کا نظام کب سے جاری ہوا کب تک جاری رہے گا انسان اس کے تصور میں اگر ساری زندگی گزارے اور نسل انسانی، ایک کے بعد دوسری نسل مسلسل اس تصور میں، اس کھوج، اس جستجو میں اپنی زندگیاں لٹادے تو تب بھی خدا تعالیٰ کی ربوبیت کے علم پر حاوی نہیں ہو سکتی۔ اور یہ جو بات میں کہہ رہا ہوں یہ میں ہی نہیں کہہ رہا دنیا کے تمام سائنس دان جو اس مضمون کے واقف ہیں وہ یہی کہتے ہیں۔ ابھی تک ہمیں یہ بھی پتہ نہیں چلا کہ ہماری کائنات میں جو ربوبیت کے لئے سامان رکھے گئے کب کب، کیسے رکھے گئے اور اب تک جو دریافت ہوئے ہیں ان کے علاوہ اور کتنے باقی ہیں۔ ابھی کل ہی کی تو بات ہے یعنی زمانے کے لحاظ سے اگر ہمارا دنیا کا دور ساڑھے چار ارب سال ہو تو زمانے کے لحاظ سے اگر یہ کہیں کہ ابھی کل ہی کی تو بات ہے کہ انسان کو درخت کی لکڑی جلانا بھی نہیں آتا تھا اور بے شمار لکڑی اس کے لئے پڑی ہوئی تھی۔ اس کو یہ بھی نہیں پتہ تھا کہ اس کائنات، اس زمین پر کیا کیا چیزیں میری خاطر پیدا کی گئی ہیں، ان کی صفات کیا ہیں، کون سی میرے کھانے میں کام آئیں گی، کون سے زہر ہیں جو میرے کھانے کے کام تو نہیں آئیں گے مگر میرے علاج میں کام آ سکتے ہیں۔ اور اگر میری ربوبیت براہ راست نہیں کرتے تو کسی اور وجود کی براہ راست ربوبیت کر رہے ہیں۔ ایسے ایسے زہریلے مادے ہیں کہ انسان ان کو چکھنے کا تصور نہیں کر سکتا مگر ان میں زندگیاں چل رہی ہیں۔ بے شمار زندگی کی قسمیں ہیں جو ان سے استفادہ کرتی ہیں اور پھر وہ آپ کے کام آتی ہیں۔

قسط کے بغیر گواہی سچی ہو ہی نہیں سکتی۔ پس ایک اندرونی انصاف اپنے اندر پیدا کریں۔

ربوبیت کا ایسا حیرت انگیز نظام ہے کہ اس کا مختصر تعارف کروانا بھی ممکن نہیں ہے میں نے بارہا اپنی مجالس میں اس تعارف کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے مگر کچھ دیر مضمون کو آگے بڑھا کر بالکل بے طاقت ہو جاتا ہوں۔ ناممکن ہے کہ وہ شعبے ہی گنوا سکوں اور وہ شعبے جن پر میں نظر ڈالتا ہوں اور میری روح حمد میں ڈوبتی ہے۔ مگر میرا علم محدود ہے اور اتنا محدود ہے کہ سائنس نے اب تک ان امور پر جو روشنی ڈالی ہے اس کا ایک بہت ہی معمولی حصہ ہے جس کو میں جانتا ہوں اور سائنس اس مضمون میں آگے بڑھتی چلی جا رہی ہے۔ ابھی کچھ عرصہ ہوا ایک جگہ میں نے ایک جھیل پہ جو بہت ہی گندے پانی کی جھیل تھی ایسی کہ اس سے گزرتے ہوئے بدبو آتی تھی اور طبیعت چاہتی تھی کہ جلدی سے جس حد تک ممکن ہو سانس روک کر انسان آگے نکل جائے وہاں میں نے گل بکاؤلی کا کھلتے ہوئے دیکھا ہے اور اتنے

خوبصورت پھول تھے ایسا سبزہ تھا ایسی اس پہ شادابی تھی کہ عقل دیکھ کر حیران رہ گئی۔ اس وقت میں نے سوچا کہ جس گندگی کو ہم حقارت سے دیکھ رہے ہیں اسی گندگی سے تو اللہ حسن نکال رہا ہے اور اس کی ربوبیت کی عجیب شان ہے کہ گندگی کا کوئی پہلو بھی نہ ان پتوں میں جا سکا، نہ ان پھولوں میں ظاہر ہوا۔ انتہائی بدبودار چیز سے بہت ہی خوشبودار پھول، لہلہاتے ہوئے اور خوشبودار پھول نکلے اور اتنے بڑے اور چوڑے کہ انسان حیران ہو جاتا ہے جیسے تھالیاں لگائی گئی ہوں، حسن اور رنگ کی تھالیاں لگا دی گئی ہوں اور ان میں خوشبو پیش ہو رہی ہو۔ میں نے کہا انسان کتنا جاہل ہے گندگی کو بھی تکبر سے دیکھتا ہے اور نہیں جانتا کہ وہ بھی تو گندگی ہی سے نکلا ہے اور گندگی سے نکلی ہوئی چیزیں ہی اس کی بقا کا موجب ہیں۔

اب یہ ایک پہلو ہے ربوبیت کا جس کی طرف توجہ پھرتی ہے تو انسان خدا تعالیٰ کی قدرتوں کے سمندر میں اپنے آپ کو ایک قطرے سے بھی کم سمجھتا ہے۔ یعنی قطرہ دیکھنے والا نہیں کیوں کہ اس سمندر میں وہ بھی تو ایک قطرہ ہے جو عجائبات کا ایک سمندر ہے۔ پس یہ عجیب مضمون ہے کہ جو دیکھنے والا ہے وہ بھی تو اسی قدرتوں کے سمندر کا ایک معمولی سا ذرہ ہے مگر ایسا ذرہ جس پر کوئی دنیا میں محیط نہیں ہو سکتا، خود انسان کا علم انسان نہیں پا سکتا۔ "و لا یحیطون بشیء من علمه الا بما شآء وسع کرسیه السموٰت والارض"۔ اللہ تعالیٰ کے علم پر کون ہے جو احاطہ کر سکے۔ صرف اسی حد تک احاطے کی توفیق ملے گی جس حد تک خدا خود توفیق دے گا اور وہ احاطہ ایک نسبتی احاطہ ہے اور وہ احاطے کے ایسے دائرے ہیں جو دائرہ در دائرہ پھیلتے چلے جاتے ہیں اور انسان سمجھتا ہے کہ میں نے احاطہ کر لیا اور پھر پتہ چلتا ہے کہ احاطہ کہاں کیا تھا۔ اس احاطے کے اندر نئے اور دائرے پھوٹ رہے ہیں جن تک میری رسائی نہیں۔ آج تک سائنس کسی ایک جستجو میں بھی اور یہ میں بلامبالغہ پورے یقین کے ساتھ آپ کو بتا رہا ہوں آج تک سائنس کسی ایک جستجو میں بھی یہ نہیں کہہ سکی کہ ہم نے آخری کنارے کو پالیا ہے۔ جس کو وہ آخری کنارہ سمجھتے ہیں اس کنارے سے اور کنارے پھوٹ جاتے ہیں جیسے پانی پہ پتھر پھینکیں تو جو پہلی لہر اٹھتی ہے وہ کم دائرے کی ہوتی ہے، تھوڑے دائرے میں محدود ہوتی ہے مگر وہ لہر در لہر در لہر پھیلتی چلی جاتی ہے اور پھر وہ ساری کائنات پر محیط ہو جاتی ہے اور کبھی مٹ نہیں سکتی۔ اگر اس کا دائرہ محدود نہ ہو جس میں وہ سمٹی پڑی ہے یعنی وہ سمندر تو جو لہر اٹھے گی اگر دوسرے عوامل اس کو ختم کرنے کے لئے مقابل کی کوشش نہ کریں تو اپنی ذات میں جو لہر اٹھتی ہے وہ پھیلتی چلی جائے گی اور اس کے دائرے وسیع تر ہوتے چلے جائیں گے۔

پس خدا کی کائنات کا یہ علم تو لامتناہی ہے۔ مگر ہر ذرے کا علم لامتناہی ہے یہ ہے مضمون جو میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ کوئی ایک ذرہ بھی ایسا نہیں کائنات کا جس میں آپ خدا کے علم پر محیط ہو سکیں۔ اور ربوبیت کے تعلق میں جب آپ غور کریں تو وسیع علمی غور اگر نہ بھی کر سکیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اپنے "انفس" میں تو دیکھو۔ دو ہی ذریعے ہیں خدا کو پانے کے یا آفاقی نظر پیدا کرو اور ساری کائنات پر نظر دوڑاؤ یا پھر اپنے نفوس میں سمٹ جاؤ، اپنی ذات میں ڈوبو اور وہاں تلاش کرو کہ تم میں خدا تعالیٰ نے ربوبیت کے کیسے کیسے عظیم الشان راز پنہاں کر دیئے ہیں۔ ایسے راز ہیں جن کا سلسلہ ختم ہی نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ بھی توفیق نہیں تو یہ تو دیکھو کہ خدا نے روزانہ تمہارے لئے کیا کھانے پینے کا انتظام کیا ہوا ہے۔ اور ہر بندے کے لئے جو زندہ ہے کچھ نہ کچھ اس کی غذا کا انتظام موجود ہی ہے اور ہر پرندے کے لئے موجود ہے ہر چرندے کے لئے موجود ہے۔

آج صبح جب میں سیر پہ گیا تو ایک چھوٹا سا پرندہ، بہت ہی خوبصورت، گھاس پر کچھ چگ رہا تھا۔ مجھے تو کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا وہ کیا کھا رہا ہے لیکن اس کی باریک نظر اس کو بتا رہی تھی کہ فلاں جگہ چونچ مارو اور اس کی چونچ ہمیشہ بھری ہوئی نکلتی تھی۔ اب اس کو سکھایا کس نے۔ یہ پہلو جو ہے یہ بھی تو عزیز حکیم سے تعلق رکھتا ہے۔ صرف کھانا رکھ دینا کافی نہیں، کھانے تک پہنچنے کی استطاعت پیدا کرنا بھی تو کام ہے اور ہر وجود کو پتہ ہے کہ میرا کھانا کہاں ہے "یعلم مستقرها و مستودعها" وہ جانتا ہے کہاں میں عارضی قرار پکڑوں گا اور کہاں میں نے لوٹ کر جانا ہے۔ پس آج میں اس پرندے کو دیکھتا دیکھتا ظاہری سیر کو بھول کر ایک اور ہی سیر میں ڈوب گیا۔ میں نے سوچا کہ اللہ کی شان دیکھو ان سب کو خدا نے علم بخشا ہے اس گھاس میں، اس مٹی میں تمہارے لئے غذا موجود ہے اور کہاں ہے اور کس طرح تم نے حاصل کرنی ہے اور وہ روزانہ صبح اس یقین کے ساتھ نکلتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان ہر قسم کے جانوروں کی غذا ہم نے اپنے اوپر رکھی ہے تم تو نہیں پیدا کرتے۔ اے انسان تم کہاں ان کو پال رہے ہو۔ اور ہر چیز کی غذا موجود ہے۔ ایک چیز کا گند ہے دوسرے کی غذا بن جاتا ہے اور وہی گند صاف اور ستھرا ہو کر ایک اور پاکیزہ غذا کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔

پس اس پرندے کو دیکھ کر میں نے جب نظر دوڑائی تو ہر قسم کے پرندے اپنے اپنے مقصد کی جستجو میں مصروف دیکھے۔ کہیں کوئی جس کو لکڑہارا کہتے ہیں وہ ٹک ٹک کر کے ایسے درخت جو کھائے ہوئے ہوں، جو اندر سے کھوکھلے ہوں ان کے اوپر چونچیں مارتا اور اندر سے اپنی غذا نکلنے کی انتظار میں ہوتا ہے۔ اب کس نے اس کی عقل میں یہ بات ڈالی ہے؟ یہ سب ربوبیت کی تو باتیں ہیں۔ جوں جوں آپ کا علم بڑھتا ہے آپ ہر دفعہ جب کہتے ہیں "الحمدللہ رب العالمین" تو عجیب شان اور ذوق کے ساتھ آپ کے دل سے بے ساختہ آواز نکلتی ہے سب حمد اللہ کے لئے ہے جو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اور وہ لکڑہارا جس کی میں بات کر رہا ہوں اس کو لکڑہارا اردو میں کہتے ہیں مگر انگریزی میں وڈ پیکر (Wood Pecker) وہ پرندہ ہے جس کے اوپر مزید تحقیق ہوئی تو مزید خدا کی قدرت کے عجائب سامنے آئے۔ وڈ پیکر بہت تیزی کے ساتھ چونچ مارتا ہے درخت کے تنوں کے اوپر اور ہم سمجھتے ہیں ٹک ٹک ٹک ٹک کی دو چار آوازیں ہیں۔ سائنس دانوں نے جب بہت ہی حساس کیمروں کے ذریعے جو بہت تیز رفتار تھے اس کی چونچوں کی ٹک ٹک کو دیکھا تو حیران رہ گئے کہ جو ایک ٹک ہے اس کے اندر سینکڑوں بار وہ سر نیچے اترتا ہے اور اس تیزی سے وہ ٹکر مارتا ہے کہ ہماری آنکھ کو ایک یا دو یا تین حرکتیں دکھائی دیتی ہیں مگر تیزی کی وجہ سے وہ حرکتیں مل جاتی ہیں اور ہم سمجھتے ہیں ایک اب اس نے گردن جھکائی اور ایک ٹکر ماری پھر دوسری ٹھوکر ماری تیسری ماری، اس کے اندر سینکڑوں دفعہ وہ ٹھوکر مار چکا ہوتا ہے یعنی درخت سے اپنی چونچ ٹکرا چکا ہوتا ہے۔ اور کیوں کرتا ہے اس لئے کہ اس کو خدا نے یہ علم بخشا ہے کہ ان کھائے ہوئے درختوں کے اندر وہ کیڑے ہیں جو تمہارے لئے بہترین غذا ثابت ہونگے اور جب تک تم ان کو بیدار نہیں کرو گے وہ باہر نہیں نکلیں گے۔ اور جب تم بار بار اپنی چونچ ٹکراؤ گے تو پھر وہ باہر نکلیں گے اور جب وہ باہر نکلیں گے تو تم اس غذا کو کھا لینا۔ اب اس کے اندر بھی عجائبات ہیں۔ Evolution کے ذریعے یعنی ارتقاء کے ذریعے اس پرندے کو کیسے سمجھ آئی کہ تیز رفتار سے میں جب چونچیں ماروں گا تو کیڑے نکلیں گے ورنہ نہیں نکلیں گے۔ اور کتنے لاکھ سال اس ارتقاء کو چاہئیں تھے۔ اس سے پہلے وہ کیسے زندہ رہتا تھا۔ لیکن صرف یہی بات نہیں وہ حرکت اتنی طاقتور ہوتی ہے وہ چونچ اس زور سے لگتی ہے کہ سائنس دان کہتے ہیں کہ دماغ پھٹ جائے اس کا اگر اس کا کوئی خدا تعالیٰ نے دفاع مقرر نہ کیا ہو۔ پس یہ ایک ہی پرندہ ہے جس کی چونچ اور اس کے دماغ کے درمیان خدا تعالیٰ نے ایک کشن (Cushion) رکھ دیا ہے اور جب وہ چونچ مارتا ہے تو وہ کشن دبتا ہے اور دماغ کو ٹھوکر سے بچا لیتا

اگر غفلتوں کی حالت میں ہم نمازیں پڑھتے رہے تو نہ ہم مؤحد بن سکیں گے، نہ دنیا کو مؤحد بنا سکیں گے کیونکہ توحید کا مضمون سچائی سے تعلق رکھتا ہے، علم سے تعلق رکھتا ہے، ایسے علم سے تعلق رکھتا ہے جو معزز علم ہے جو عزت لاتا ہے اور غلبہ لاتا ہے، اور پھر حکمت سے تعلق رکھتا ہے۔

اب آپ دیکھیں کہ کیا کوئی بھی ارتقاء کا نظریہ اس مسئلے کو حل کر سکتا ہے۔ اگر زور کی ٹکر مارنا ان کیڑوں کو نکالنے کے لئے ضروری ہے تو دو چار ٹکروں میں ہی وہ پرندہ پاگل ہو کے مر چکا ہوتا۔ اور وہ کشن بنانے میں کتنی دیر لگی۔ اور کون سے ارتقاء کے طبعی تقاضے ہیں جنہوں نے وہ کشن بنایا اس کا Mechanism پیدا کیا۔ اس پر آپ غور کریں تو یہی ایک پرندہ انسان کی عقل کو حیرت کے سمندر میں ڈبونے کے لئے کافی ہے اور پھر وہ کس طرح جا کر اپنے بچوں کو یہ خوراک دیتا ہے اور روزانہ اسی پہ پل رہا ہے۔ کس نے اس کو سکھایا کہ تمہاری غذا کہاں کہاں ہے۔ کوئی بھی ایسا پرندہ نہیں جس کو علم نہ ہو کہ میری غذا کہاں ہے۔ اور وہ بچہ جو پہلے دن مثلاً گھوڑے کا بچہ پیدا ہوتا ہے یا ہرن کا بچہ پیدا ہوتا ہے یا بکری کا بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اٹھتا ہے اور ماں کے تھن کی طرف دوڑتا ہے اور انسان کا یہ حال ہے کہ اسے سکھائیں بھی تو بسا اوقات وہ سیکھ نہیں سکتا۔ بعض بچوں کو دودھ پلانا بڑی مصیبت بن جاتا ہے۔ مگر اکثر خدا تعالیٰ کی طرف سے اتنا علم یافتہ ضرور ہوتے ہیں کہ ماں کا دودھ چوسنا ان کو آ جاتا ہے۔ کیوں آتا ہے؟ کیسے پتہ چلتا ہے کہ یہ میری غذا ہے؟ یہ ساری وہ باتیں ہیں جو جب تک دماغ کے اندر کندہ نہ ہوں اس وقت تک انسان کی اپنے رزق تک رسائی ہو نہیں سکتی۔ پس رزق کا پیدا ہونا الگ مضمون ہے۔ یہ علم کہ یہ میرا رزق ہے یہ ایک الگ مضمون ہے۔ ہر وہ پھل یا پھول جو ہمیں دکھائی دیتا ہے ہمیں علم نہیں کہ اس میں غذا کون سی ہے، بڑے لمبے تجربے کے بعد ہمارا علم کچھ بڑھا ہے لیکن ہر جانور کو پتہ ہے کہ فلاں جو پھل ہے میں نے کھایا تو میں اس سے مر جاؤں گا۔ فلاں پھول کا رس میرے لئے زہر ثابت ہوگا۔ ہر ایک کو اپنی اپنی غذا کا علم ہے اور کیسے حاصل کرنی ہے؟ کیسے اس تک رسائی ہونی ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ جب اس لکڑہارے کے چونچ ٹکرانے کے مضمون پر آپ غور کریں تو آپ کو یہ بھی تو سوچنا چاہئے کہ اس کی چونچوں کے ٹکرانے سے جو قارعہ پیدا ہوتی ہے وہ چھوٹے چھوٹے ایسے کیڑے مکوڑے بھی جو دماغ کے لحاظ سے یا رکھتے ہی نہیں یا نہایت معمولی دماغ رکھتے ہیں وہ بیدار ہو جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہمیں اذن ہے باہر نکلنے کا اور وہ باہر نکل آتے ہیں۔ مگر انسان کی کیا حالت ہے کتنی دفعہ خدا کی قارعہ اسے جگاتی ہے کیسے بار بار اس کی چھاتی پر خدا کی طرف سے وہ چوٹیں پڑتی ہیں جو اسے جگانے کے لئے اور خدا تعالیٰ کا شعور بیدار کرنے کے لئے بعض دفعہ ایک ابتلا کے طور پر ماری جاتی ہیں۔ کتنے غم ہیں جو چوٹیں مار جاتے ہیں اور کتنی چوٹیں ہیں جو ہمیں بیدار کرتی ہیں؟ یہ ہے سوال۔ کیڑے تو اٹھ جاتے ہیں، سونڈیاں اٹھ جاتی ہیں وہ سمجھتی ہیں کہ ہمیں حکم ہے باہر نکلنے کا مگر انسان اپنی جہالت کے قید خانے میں اسی طرح پڑا رہتا ہے اور آئے دن ہمیں بیدار کرنے کے لئے آسمان سے اور زمین سے بھی نشان ظاہر ہوتے چلے جاتے ہیں۔ پس اگر ان نشانوں پر ہم غور کریں تو پھر ہماری نماز زندہ ہوگی پھر ہم خدا کی قسم کھا کر کہہ سکتے ہیں کہ اے خدا ہم گواہی دیتے ہیں کہ تو ایک ہے اور تیرے سوا اور کوئی نہیں۔ جہاں بھی رزق دیکھا تیرا ہی دیکھا ہے۔ جہاں بھی پناہ پائی تیری ہی پناہ پائی ہے۔ نہ تیرے سوا کوئی رازق ہے، نہ تیری پناہ کے سوا کوئی پناہ ہے۔ تو ہی ہے جو پالتا ہے تو ہی ہے جو دردوں کو ٹالتا ہے۔ تیرے سوا کوئی ہے نہیں اور یہ جو "ہے نہیں" کی گواہی ہے یہ وہ گواہی ہے جو ہر روز انسان جھوٹی گواہی دیتا ہے۔ کیونکہ اگر اس کو یقین ہو

کہ خدا ہی ہے اور کائنات میں دیکھتا ہے تو خدا ہی دکھائی دیتا ہے، ساری کائنات کا علم گواہ بن جاتا ہے کہ اللہ ایک ہے اور وہی رازق ہے اور وہی پالنے والا ہے، وہی ہر چیز کی پناہ گاہ ہے پھر بھی جب اپنے لئے پناہیں ڈھونڈتا ہے تو غیر اللہ کے لئے پناہیں ڈھونڈتا ہے۔ اپنے لئے جب رازق تلاش کرتا ہے تو جھوٹ کو رازق بناتا ہے اور بددیانتی کو رازق بناتا ہے۔ کسی کا حق تلف کرنے کو رازق بناتا ہے۔ تو یہ وہ وجہ ہے کہ قسط کا مضمون میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں۔

قسط کے بغیر گواہی سچی ہو ہی نہیں سکتی۔ پس ایک اندرونی انصاف اپنے اندر پیدا کریں جب تک آپ اپنے نفس کے خلاف گواہی دینے پر تیار نہ ہوں اور پورے یقین اور قوت کے ساتھ ہر روز اپنے نفس کو جھوٹا قرار دینے کی طاقت نہ رکھتے ہوں اس وقت تک آپ کا نفس سچ سیکھ ہی نہیں سکتا۔ اور یہ تجربے ہر روز بے شمار ہوتے ہیں اور ہرگز یہ ناممکن نہیں ہے کہ ہر نماز میں، ہر تشہد کے وقت جب آپ کہیں "اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ" تو آپ واقعتاً بعض باتوں کو ذہن میں رکھ کر یہ کہیں کہ ہاں آج ہم نے ایک اور راز پالیا ہے جو توحید ہی کا راز ہے۔ آج ہم نے ایک اور راز دریافت کیا وہ بھی توحید کا راز ہے۔ اور ہر انگلی جو اٹھتی دیکھی اے خدا وہ تیری ہی طرف اٹھتی ہے۔ یہ وہ گواہی ہے جو تجارب سے حاصل ہوتی ہے، جو مشاہدے سے ملتی ہے اور اس کے سوا اس تشہد کی کوئی بھی حقیقت نہیں ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جب فرماتے ہیں۔

چشم مست ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

تو یہ تصور کیوں پیدا ہوا۔ یہ تصور ایک عارف باللہ کے ذہن میں آ سکتا ہے۔ اور وہ سارا نظم کا مضمون ہی ایسا ہے جو ذاتی مشاہدے اور عرفان کے بغیر ایک شاعر کے دماغ میں آ ہی نہیں سکتا۔ ہر بات پر غور کیا اور کہا کہ ہاں اے خدا ہر انگلی تیری طرف اٹھتی دیکھی ہے ہم نے۔

چاند کو کل دیکھ کر میں سخت بے کل ہو گیا
کیونکہ کچھ کچھ تھا نشاں اس میں جمال یار کا

اب یہ گواہی دیتے وقت بھی دیکھیں کیسی احتیاط برتی جا رہی ہے "کچھ کچھ تھا نشاں" اور گواہی سچی ہے۔ دنیا کے عاشق جب باتیں کرتے ہیں اور چاند کے حوالے سے کریں یا سورج کے حوالے سے تو ایسا مبالغہ کرتے ہیں کہ اپنی گواہی کو خود جھوٹا بنا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں چاند کو دیکھا تو اس میں تو کچھ بھی نہیں تھا، پھیکا پڑ گیا تھا، تیرے اس نور کے سوا کوئی نور ہے ہی نہیں۔ چاند میں کچھ بھی نہیں تھا۔ اب دیکھو کتنا بڑا جھوٹ ہے بعض ایسے محبوبوں کی تعریف کر رہے ہیں جو اندھیرے میں دکھائی بھی نہ دیں۔ ان میں جگنو جتنی روشنی بھی نہیں ہے مگر چاند کو اس کے مقابل پر پھیکا اور بے معنی اور بے حقیقت دکھاتے ہیں۔

اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام چاند کے نور کا اعتراف کرتے ہیں۔ ایک بھی جگہ آپ کے عشق میں مبالغہ نہیں۔ ایک بھی جگہ آپ کے عشق میں جھوٹ کی ادنیٰ سی بھی آمیزش نہیں ہے۔ تھا تو سہی "کچھ کچھ تھا نشاں"۔ ہم نے چاند سے تجھے دیکھا میرے آقا لیکن اس کے نور میں کچھ معمولی سی جھلک تھی تیری روشنی کی، اس روشنی نے ہمیں تیرا دیوانہ بنایا اور تیری تلاش میں چاند سے پرے نکل کھڑے ہوئے۔ یہ وہ مضمون ہے جو اس ساری نظم کی جان ہے، ہر مصرع کی جان ہے۔ اور ذرے ذرے پر غور کیا ان کے خواص پر غور کیا ایک ایسا جہان پایا جو نہ ختم ہونے والا جہان ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام سے تعارف حاصل کریں تو پھر بھی آپ کو پتہ چلے گا کہ یہ گواہی کیسے دی جاتی ہے کہ "اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ و اشھد ان محمداً رسول اللّٰہ"

ہر نماز ہم پر لازم کرتی ہے کہ اپنا علم بڑھائیں اور ہر قسم کا علم بڑھائیں۔

ہر روز جو آپ کے لئے خدا تعالیٰ نشان دکھاتا ہے اور ہر شخص کے لئے کچھ نہ کچھ نشان خواہ وہ دہریہ بھی ہو ضرور ظاہر ہوتے ہیں اس کو وہ اتفاقات کے حوالے کر دیتا ہے۔ کہتا ہے اتفاقاً میری جان بچ گئی، اتفاقاً یہ واقعہ ہوگیا۔ اگر بارش اتنے دن کے بعد نہ ہوتی تو پتہ نہیں کیا ہو جاتا۔ اس بے وقوف کو علم نہیں کہ ہر چیز کے اندازے ہیں اور پہلے سے مقدر ہیں۔ ہر چیز ایسے اندازوں پر چلائی جا رہی ہے جو اپنے وقت پر ظاہر ہونے والے اندازے ہیں "و ان من شیء الا عندنا خزائنہ و ما ننزلہ الا بقدر معلوم" (الحجر:۲۲)۔ "و ان من شیء الا عندنا خزائنہ" فرمایا کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے جو تم سوچ سکتے ہو مگر اس کے خزانے ہمارے پاس ہیں اور "خزائنہ" میں جو تصور ہے یوں معلوم ہوتا ہے کہ لامتناہی، لامحدود خزانوں کی بات ہو رہی ہے "و ما ننزلہ الا بقدر معلوم" اس چیز کو جس کے خزانے ہیں ہم اتارتے ہیں اندازوں کے ساتھ ساتھ۔ اور اندازے میں یہ بھی دیکھا جاتا ہے کہ تمہارے اندر وہ ظرف پیدا بھی ہو چکا ہے کہ نہیں کہ ان خزانوں کو استعمال کر سکو۔ اب جس بچے کے دانت نہ نکلے ہوں اس کے مونہہ میں آپ اچھا بھنا ہوا مرغا ڈال دیں تو اسے جان سے مارنے والی بات ہوگی۔ ہر شخص کا اپنا ایک ظرف ہے اس ظرف کے مطابق خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی غذا ضرور بنا رکھی ہے۔ اور انسان کا بھی ایک ظرف ہے جو بڑھتا چلا جا رہا ہے اور اس بڑھتے ہوئے ظرف کے مطابق خدا تعالیٰ اپنے خزانے اس پر اتارتا چلا جا رہا ہے۔ "انا لموسعون" (الذاریات:۴۸) کا یہ مضمون ہے جو ہمیں لامتناہی کائنات پر پھیلا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ آج تک کب وہ دن چڑھا کہ انسان کا دماغ خدا تعالیٰ کی پیدا کردہ چیزوں سے آگے بڑھ گیا ہو۔ اسے ضرورت ہو کسی چیز کی، اپنے دماغ کے نتیجے میں یعنی دماغی صلاحیتوں کے نتیجے میں اس نے کچھ ایسی باتیں دریافت کی ہوں جنہیں وہ عمل میں پورا کرنا چاہتا ہو اور کائنات میں اس کے پاس اس کا مصالحہ موجود نہ ہو وہ مادہ موجود نہ ہو۔ ایک بھی دن ایسا نہیں چڑھا۔ جب انسان اتنے درجہ حرارت پر قابو پانے کے خواب دیکھنے لگا جو اس کی ضرورت بن گیا تھا یعنی لاکھوں درجے کی گرمی کی اس کو ضرورت پیش آ گئی اور کوئی ایسا مادہ نہیں تھا اس کے ہاتھ میں جس مادے سے وہ برتن بنا سکے جس برتن میں وہ اس درجہ حرارت کی چیز کو سنبھالے اور اس پر تجربے کر سکے تو اس کی آنکھیں کھلیں اور خدا نے ایک اور خزانہ اس پر اتارا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، یعنی خدا تعالیٰ گویا فرما رہا ہے کیونکہ اللہ کے اذن سے ہی یہ خزانے نکلتے ہیں کہ تم مقناطیس کا برتن بناؤ۔ اور مقناطیس کی قوت سے اس قسم کا مضبوط برتن بناؤ کہ مقناطیس کا برتن جو نہ دکھائی دینے والا ہے اس کے اندر لاکھوں کروڑوں درجہ حرارت کی چیزیں پگھل رہی ہوں اور کھول رہی ہوں اور ایک دوسرے سے عمل دکھا رہی ہوں لیکن وہ گر نہ سکیں کیونکہ مقناطیس کے برتن کو کوئی گرمی پگھلا نہیں سکتی۔ اور مقناطیس میں یہ طاقت موجود ہے کہ اگر اس کا خول بنایا جائے تو اس خول کے اندر چیز ٹھہر جائے۔ اب ہم بھی تو مقناطیس کی طاقت ہی سے یعنی زمین کے مقناطیس کی طاقت سے زمین پر لگے ہوئے ہیں۔ ساری دنیا جو گھوم رہی ہے ساری کائنات جو ایک دوسرے سے متصل ہے وہ نہ نظر آنے والے ستون جن پر یہ کائنات قائم ہے یہ سب کچھ اس غیر مرئی زمین کی کشش ہی سے تو پیدا ہو رہی ہے یہ طاقت۔ اور ہم جو کائنات کو اور اتنے درجہ حرارت کے ستاروں کو ہوا میں معلق دیکھ رہے ہیں جس درجہ حرارت کا تصور باندھنا بھی ممکن نہیں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں تو ایک درست بات کہہ رہا ہوں۔ سائنس دان کو اس دنیا میں جتنی درجہ حرارت کی ضرورت پیش آتی ہے وہ تو اس درجہ حرارت کے مقابل پر کچھ بھی نہیں ہے جو ایک سمٹتے ہوئے ستارے سے پیدا ہوتا ہے اور وہ اپنی تمام گرمی اور تپش کے باوجود وہ فضا میں اسی طرح معلق ہے جس طرح باقی ستارے معلق ہیں۔ کون سا برتن ہے جس نے اسے تھاما ہوا ہے۔ کون سے ستون ہیں جسے آپ دیکھ رہے ہیں کہ انہوں نے اٹھایا ہوا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے انسان کی نظر اس طرف پھیر دی کہ کوئی ممکن ہی نہیں تمہارے لئے کہ تم اپنے شعور کو کسی ایسی چیز کے لئے بیدار کرو جو ہم نے تمہیں اصل میں سکھائی ہے لیکن تمہیں علم نہیں کہ کون سکھا رہا ہے اور پھر تمہیں مناسب حال برتن نہ ملیں، مناسب حال اوزار نہ ملیں۔ تمام مناسب حال برتن، تمام مناسب حال اوزار اسی دنیا میں موجود پاؤ گے اور ہم ان کی طرف تمہاری نشاندہی کریں گے۔

پس خزانہ محض خزانے کے طور پر نہیں اترتا۔ خزانہ عقلوں کی روشنی لے کر اترتا ہے۔ وہ آسمان سے نور جب تک نہ اترے کہ خزانے کو کیسے استعمال کرنا ہے اس وقت تک خزانہ بھی بے کار ہے۔ پس یہ وہ رب ہے جس کے حق میں ہمیں ہر روز اپنی نماز میں گواہی دینی ہے۔ مگر اگر آفاق کے حوالے سے نہیں دے سکتے تو نفس کے حوالے سے تو دے کے دیکھیں۔ اپنے آپ کو تو سچا بنائیں۔ یہ تو دیکھیں کہ خدا کے رزق میں اگرچہ ہم اس کے شکر کا حق ادا کر ہی نہیں سکتے، اس کے ادا کردہ رزق سے ہم نے کیا فائدہ اٹھایا۔ کس حد تک ایسا استعمال کیا کہ اس کی رضا کے تابع ہو۔ اب جہاں رزق کمانے کی میں نے بات کی ہے وہاں رزق کے خرچ کی بات بھی تو ہے۔ اگر انسان رزق کماتا بھی حرام کے ذریعے سے ہے یا جائز بھی کماتا ہے اور حرام کا موقع ملتے ہی حرام کے موقعہ پر بھی ضرور مونہہ مارتا ہے تو اس کا سارا رزق گندا ہو جاتا ہے۔ پھر جب خرچ کرتا ہے اگر اس کے اندر طاقت ہو کہ اس کی انا کا بت اس سے پل سکے اگر یہ کیفیت ہے تو پھر "لا الہ الا اللّٰہ" کی گواہی اسے کب زیب دیتی ہے۔ بہت ہی دردناک منظر ہے، بہت ہی دل ہلا دینے والا مضمون ہے۔ پس ہر نماز ہمیں جھنجوڑتی ہے ہم سے گواہی مانگتی ہے ہم دے کر چلے جاتے ہیں اور سوچتے بھی نہیں کہ ہماری ہر گواہی آسمان سے جھٹلا دی گئی ہے۔

پس اے امت محمدیہ! تم اگر محمد رسول اللہ کے غلام ہو اگر تم یہ گواہی دیتے ہو کہ محمدؐ، اللہ کے رسول اور اس کے بندے تھے تو اس گواہی کو اس طرح دو جس طرح اس رسول اور اس بندے نے گواہیاں دی تھیں۔ ایک بھی گواہی جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے دی وہ ایسی نہیں تھی جس کا آپؐ کو ذاتی طور پر علم نہ ہو۔ اب دیکھیں علم سے اس کا کتنا گہرا تعلق ہے۔ بے علم کی گواہی بھی جھوٹ ہوتی ہے، ظن کی گواہی کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ "مالھم بہ من علم الا اتباع الظن" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس گواہی کا کیا حال ہے جو عیسائی دیتے ہیں یا یہود دیتے ہیں۔ جب علم ہی کچھ نہیں تو ظنی باتیں ہیں۔ تو یہ بات ہم پر لازم کرتی ہے، ہر نماز ہم پر لازم کرتی ہے کہ اپنا علم بڑھائیں اور ہر قسم کا علم بڑھائیں۔ اس میں مذہبی علم کی کوئی پابندی نہیں ہے۔ کوئی بندش نہیں ہے کہ ہم صرف مذہبی علم بڑھائیں کیونکہ اللہ جس کائنات کا خدا ہے جس کائنات کا رب ہے اس کی تخلیق میں مذہب اور غیر مذہب کے درمیان حقیقت میں کوئی تفریق ہی نہیں رہتی۔ جو مذہبی لوگ اس کی کائنات پر غور کرتے ہیں وہ دنیا کا علم ان کے لئے دنیا کا علم نہیں، دین کا علم بن جاتا ہے۔ اور جو صاحب عقل دنیا کے علوم پر غور کرتے ہیں وہ لازماً خدا کی طرف حرکت کرتے ہیں پس اس پہلو سے بھی وہاں کوئی تضاد نہیں، کوئی دو آوازیں نہیں ہیں، کوئی دو سمتیں نہیں ہیں۔ ایک ہی سمت ہے وہ توحید کی سمت ہے جہاں قرآن اور کائنات ایک ہی ہو جاتے ہیں۔

پس اس مضمون کو اپنے دلوں میں، اپنی روحوں میں جاری کریں کیونکہ ہم نے تمام دنیا کو توحید کی طرف بلانا ہے اور توحید کے کچھ اور تقاضے ہیں جو انشاء اللہ میں افتتاحی اجلاس میں آپ کے سامنے رکھوں گا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حوالوں سے آپ کو سمجھاؤں گا کہ ہمیں توحید کے میدان میں ابھی کیا کچھ کرنا ہے اور کیسی کیسی زمینیں ہم نے سر کرنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے مگر یاد رکھیں کوئی زمین، کوئی مملکت، کوئی جہان آپ سر نہیں کر سکتے جب تک اپنے نفس کو سر نہ کر لیں۔

(بشکریہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

ہومیوپیتھی طریقِ علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم۔ ٹی۔ اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیو پیتھی اسباق سے مرتبہ کتاب "ہومیو پیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار

(قسط نمبر ۴)

ایگیریکس مسکیریس

AGARICUS MUSCARIUS

(Fly Fungus)

ایگریکس ایک ایسی دوا ہے جس کی سب سے نمایاں علامت لرزش اور جسم کا کانپنا ہے۔ عضلات کی کمزوری اور اعصابی تناؤ سے پٹھے لرزتے ہیں اور ہاتھ کانپتے ہیں۔ پٹھوں میں جھٹکے اور اعضاء میں کپکپی سارے جسم میں محسوس کی جاسکتی ہے۔ ایکٹیا ریسی موسا (سی می سی فیوجا) کی نمایاں علامت بھی جھٹکے لگنا ہے لیکن بنیادی فرق یہ ہے کہ ایکٹیا میں مریض جس کروٹ لیٹے وہاں جھٹکے محسوس ہوتے ہیں ایگریکس میں سارا جسم کانپتا ہے۔ رعشہ اور تشنج بھی پایا جاتا ہے۔ آنکھیں بھی لرزتی ڈولتی رہتی ہیں اور نظر ایک جگہ ٹکتی نہیں۔ ایک دفعہ ایک نوجوان اس تکلیف میں مبتلا تھا میں نے اسے ایگریکس دی تو اتنا نمایاں فائدہ ہوا کہ عام روزمرہ کے سب کام عمدگی سے کرنے لگا ورنہ یہ تکلیف عمر کے ساتھ ساتھ بڑھ جاتی ہے۔ ایگریکس میں آنکھوں کی علامتیں بہت نمایاں ہیں ایک کے بجائے دو نظر آتے ہیں آنکھوں کے سامنے کالے دھبے آتے ہیں، بھینگا پن، آنکھوں میں جلن، خارش اور تھکاوٹ کا احساس رہتا ہے۔ ایک جگہ نظر کو جمانا مشکل ہوتا ہے اور مریض پڑھنے میں دقت محسوس کرتا ہے۔ آنکھوں کی پتلیاں گھڑی کے پنڈولم کی طرح حرکت کرتی رہتی ہیں۔ زرد لیسدار رطوبت نکلتی ہے جس کی وجہ سے آنکھیں چپک جاتی ہیں۔ مریض کا دماغ کمزور ہوتا ہے۔ دماغی محنت اور لکھنے پڑھنے سے تھکاوٹ محسوس کرتا ہے۔ ایسے بچے عموماً ضدی چڑچڑے اور بہت حساس ہوتے ہیں۔ اگر انہیں معمولی سی ڈانٹ ڈپٹ بھی کی جائے تو صدمہ سے بےہوش ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی بچے میں یہ سب علامتیں موجود ہوں اور آنکھیں کانپنے کی خاص علامت نہ بھی ہو تو ایگریکس ضرور دینی چاہئے۔ بعض بچوں میں شروع سے ہی ذہنی کمزوری ہوتی ہے صبح کے وقت اس کیفیت میں اضافہ ہو جاتا ہے اور انہیں کوئی نئی بات بتائی جائے تو سمجھتے نہیں سست اور بےشعور لگتے ہیں، بےحس ہو جاتے ہیں اور تھکن محسوس کرتے ہیں، جوں جوں دن گزرتا ہے تکلیف کم ہونے لگتی ہے شام کے وقت یا رات کے پہلے حصہ میں بالکل ٹھیک ہو جاتے ہیں۔ ہر بات سمجھنے لگتے ہیں اور ہشاش بشاش نظر آتے ہیں، ایسے بچوں کو ایگیریکس دیں۔

ایگریکس میں اعصابی کمزوری سے بسااوقات بہرہ پن پیدا ہو جاتا ہے۔ ٹھنڈی ہوا لگنے سے کانوں میں درد، سرخی اور جلن کا احساس ہوتا ہے، سردی کی وجہ سے پاؤں میں بھی سوزش اور خارش ہو جاتی ہے اور وہ سرخ ہو جاتے ہیں۔ بعض اوقات سخت سردی کے موسم میں باہر سے گرم کمرے میں آنے سے ہاتھ پاؤں میں گہری کھجلی ہونے لگتی ہے اور سرخی نمایاں ہوتی ہے اسے Chillblaim کہتے ہیں۔ ہر وہ بیماری جس میں خون کا اجتماع کسی خاص عضو کی طرف ہو جائے اور اس کے نتیجہ میں تناؤ، بےچینی، سرخی اور درد پیدا کرنے والی خارش ہو تو ایگریکس بہت مفید دوا ہے۔ بعض قسم کی الرجیوں میں بھی ایسی علامتیں پیدا ہو جاتی ہیں مثلاً ملیریا کے نتیجہ میں ہاتھ پاؤں میں سوزش، سرخی، بےچینی اور سخت تکلیف دہ خارش ہو اور مریض میں ایگریکس کی دوسری علامتیں بھی موجود ہوں تو یہ دوا تیر بہدف ثابت ہوتی ہے، الرجی کو دور کرنے والی کسی اور دوا کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ ایک دو خوراکوں سے ہی اللہ کے فضل سے تکلیف دور ہو جاتی ہے۔ بعض بچوں کو بولنے میں دقت پیش آتی ہے بہت کوشش کرکے بولنا پڑتا ہے۔ بار بار بات کو دہراتے ہیں اور لکنتے ہیں۔ اس بیماری کا اصل تعلق خوف سے ہے اور ان کا نفسیاتی علاج ضروری ہے۔ عموماً سٹرامونیم کو گہرے اعصابی خوف سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں استعمال کیا جاتا ہے لیکن ہکلانے کے مرض میں اس کا بہت کم فائدہ مشاہدہ میں آیا ہے۔ اس لئے بیماری کی اندرونی کنہہ کو پیش نظر رکھ کر دوا استعمال کرنی چاہئے۔ ایگریکس بھی لکنت میں مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

ایگریکس میں انتقال مرض کا مادہ بھی پایا جاتا ہے۔ بعض دفعہ عورتوں میں بچوں کو دودھ پلانے کے زمانے میں کسی حادثے، صدمہ یا ذہنی دباؤ کی وجہ سے دودھ خشک ہو جاتا ہے اور اس کا دماغ پر گہرا اثر پڑتا ہے اس موقع پر ایگریکس بہت ضروری دوا ہے، عام طور پر دودھ کی کمی کا علاج دوسری دواؤں سے ہو سکتا ہے اگر دودھ کی کمی سے دماغ پر حملہ ہو جائے اور پاگل پن کے آثار ظاہر ہوں بروقت صحیح علاج نہ ہونے کی وجہ سے مستقل ذہنی مریضہ بن سکتی ہے۔ اس لئے دودھ کی کمی کا ذہن کے الجھاؤ اور توازن بگڑنے سے تعلق ہو تو ایگریکس کام آئے گی۔ عام طور پر دودھ سوکھنے کی صورت میں پلسٹیلا زیادہ مفید ہے لیکن یہ عموماً ایسی عورتوں کے کام آتی ہے جن کی عمومی علامات بھی پلسٹیلا کی ہوں۔

ایگریکس میں ایسکولس کی طرح دردوں کا رجحان اور دباؤ نیچے کی طرف ہوتا ہے لیکن دردیں ٹھہری ہوئی اور سست رو (Dull) نہیں ہوتیں کیونکہ اعصاب میں ایسی حرکت پائی جاتی ہے کہ جس کے نتیجہ میں درد کبھی ایک طرف اور کبھی دوسری طرف جاتا ہوا محسوس ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں ایگریکس زیادہ مفید ثابت ہوتی ہے۔

ایگریکس کے مریض کے پیٹ میں بہت ہوا بنتی ہے۔ عموماً معدہ میں معمول کے مطابق ہوا پیدا ہوتی ہے اور انتڑیاں اسے آگے چلاتی ہیں اور نارمل طریق سے اخراج بھی ہو جاتا ہے اور بےوجہ تناؤ پیدا نہیں ہوتا لیکن انتڑیوں کی طبعی حرکت میں کمزوری واقع ہو جائے اور پیٹ غیر معمولی طور پر ہوا سے بھر جائے تو ایگریکس بہت مفید دوا ہے۔ نکس وامیکا بھی انتڑیوں کی حرکت کو بحال کرنے کے لئے بہت زوداثر دوا ہے جس میں بہت زیادہ علامتیں ڈھونڈنے کی بھی ضرورت پیش نہیں آتی اور یہ بہت سے زہروں کا اثر بھی زائل کرتی ہے۔ عارضی اور مستقل دونوں بیماریوں میں اچھا اثر دکھاتی ہے۔ سلفر کی طرح بہت گہری اور ایکونائٹ کی طرح عارضی بھی نہیں بلکہ درمیانی کیفیت کی دوا ہے۔ ایگریکس کا مریض عموماً گم سم ہوتا ہے اور اس کی خاص علامت یہ ہے کہ چہرے کے اعصاب اور عضلات پھڑکتے ہیں۔ یہی علامت انتڑیوں میں بھی پائی جاتی ہے۔ اگر انتڑیوں میں بار بار پھڑکن کا احساس ہو لیکن حرکت نہ ہو تو ایگریکس زیادہ قریبی فائدہ پہنچانے والی دوا ہے۔

ایگریکس میں وہمی نظارے بھی پائے جاتے ہیں۔ ان نظاروں کا تعلق عورتوں کے رحم میں زہریلے مادے پیدا ہونے سے ہوتا ہے۔ بچہ پیدا ہونے کے بعد رحم کی پوری طرح صفائی نہ ہو تو ذہن پہ اثر پڑتا ہے اور بعض نظارے نظر آنے لگتے ہیں۔ عموماً ایگریکس ایسی صورت میں مفید نہیں ہوتی بلکہ پلسٹیلا رحم کی صفائی کے لئے بہترین دوا ہے۔ رحم میں انفکشن ہو جائے اور بخار ہو تو سلفر اور پائیروجینم بہت مفید دوائیں ہیں۔ اگر ایسی مریضہ کو بعض نظارے بھی نظر آنے لگیں اور اس کا دودھ بھی خشک ہو جائے تو ایگریکس کام آئے گی۔ انفکشن میں سلفر اور پائیروجینم کے علاوہ سلیشیا، کالی میور اور فیرم فاس، کالی فاس کے ساتھ ملاکر دینا بھی اچھا نسخہ ہے۔

ایگریکس میں جلد کا ایگزیما بھی پایا جاتا ہے۔ اس ایگزیما کا تعلق زرد رنگ کے مواد والے چھالوں اور اعصاب سے ہے۔ کئی اعصابی کمزوریاں ایگزیما میں بدل جاتی ہیں۔ بعض بیماریوں میں اعصاب کے کناروں پہ چھالے نکلتے ہیں جنہیں ہرپیز کہا جاتا ہے جس کی مختلف اقسام ہوتی ہیں۔ ایگریکس ہرپیز کی دوا نہیں ہے اور اس ایگزیما اور چھالوں کا تعلق بھی ہرپیز کے چھالوں سے نہیں ہے۔ ہرپیز بہت تکلیف دہ بیماری ہے اس کو اعصاب کی دوسری بیماریوں کی نسبت نمایاں طور پر سمجھنا چاہئے اور اس کا بروقت صحیح علاج بہت ضروری ہے۔ پہلے میں سلیشیا، کالی فاس اور کالی میور دیا کرتا تھا اور اس سے کسی حد تک فائدہ بھی پہنچتا تھا امیر صاحب یوکے کو بہت شدید ہرپیز کا حملہ ہوا تھا میں نے انہیں آرنیکا ۲۰۰، لیڈم ۲۰۰ اور آرسنک ۲۰۰ میں دیا تھا۔ غیر معمولی طور پر بہت جلد شفا ہوگئی تھی لیکن کوئی ایسا معین نسخہ میرے علم میں نہیں ہے جو ہر دفعہ کام آئے کیونکہ یہ بیماری اپنی طرز اور رخ بدلتی ہے اور بھیس بدل بدل کر سامنے آتی ہے۔

ایگریکس کے مریض کو اپنے اعضاء پر قابو نہیں رہتا، ہاتھوں سے چیزیں گرتی رہتی ہیں۔ اکثر عورتوں اور بچیوں کے ہاتھ سے برتن گر کر ٹوٹ جاتے ہیں کوئی چیز پکڑنی ہو تو گرفت مضبوط نہیں ہوتی۔ انگلیاں خود بخود کھل جاتی ہیں۔ شدید عضلاتی دردیں اور تشنج بھی پایا جاتا ہے، ہاتھ پاؤں میں اینٹھن ہوتی ہے۔

ایگریکس میں کھانا کھانے کے بعد، کھلی ٹھنڈی ہوا اور سرد موسم میں تکلیفیں بڑھ جاتی ہیں۔ نیند سے طبیعت بحال نہیں ہوتی دن میں بھی غنودگی چھائی رہتی ہے۔ خارش ہوتی ہے جس میں جلن نمایاں ہے۔

ایگنس کاسٹس

AGNUS CASTUS

(The Chaste Tree)

اگنس کاسٹس ایک اہم دوا ہے لیکن اکثر معالجین اس دوا کو استعمال نہیں کرتے اس کا زیادہ تر تعلق عورتوں کی بیماریوں سے ہے عموماً بچوں کی پیدائش کے بعد اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں ان کی لچک ختم ہو جاتی ہے عضلات ڈھیلے ہو کر لٹکنے لگتے ہیں اور سکڑ سکڑ کر واپس اپنی اصل حالت میں جانے کی طاقت نہیں رکھتے جیسے ربڑ ڈھیلا ہو کر لٹک جاتا ہے۔ رحم کے نیچے گرنے کا احساس ہوتا ہے حیض میں کمی آ جاتی ہے۔ بانجھ پن پیدا ہو جاتا ہے اور ازدواجی تعلقات سے نفرت ہونے لگتی ہے۔ زردی مائل لیکوریا کا اخراج ہوتا ہے مریضہ میں بےچینی، خوف اور مایوسی کے آثار ظاہر ہونے لگتے ہیں، وہ ہر وقت غمگین رہتی ہے اور ہسٹیریائی علامات ظاہر ہوتی ہیں رحم میں سوزش، ناک سے خون بہتا ہے۔ ایگنس کاسٹس ان علامات میں بہت مفید دوا ہے۔

اگنس کاسٹس کے مریض کو بیماری کے نتیجہ میں خودکشی کا خیال آنے لگتا ہے دنیا کی ہر چیز سے بےنیاز ہو جاتا ہے اور آئندہ آنے والی موت کے بارے میں سوچتا رہتا ہے۔ جس دوائی میں خودکشی کا نمایاں رجحان اور گہرا غم پایا جاتا ہے وہ آرم میور ہے۔ ایگنس کاسٹس میں یہ رجحان صرف وقتی طور پر بیماری کے دوران ہوتا ہے، مریض کی یادداشت کمزور ہو جاتی ہے۔ غیر حاضر دماغ رہتا ہے، اعصابی کمزوری نمایاں ہوتی ہے، بےہمتی اور ناطاقتی کا احساس ہوتا ہے۔ ایگنس کاسٹس میں کنپٹیوں اور پیشانی میں شدید درد ہوتا ہے جو حرکت سے بڑھتا ہے۔

ایگنس کاسٹس روشنی سے زود حسی کی بھی بہترین دوا ہے اور بھی بہت سی دواؤں میں یہ علامت پائی جاتی ہے لیکن اس میں روشنی سے زود حسی کا سر درد سے تعلق ہے۔ اگر سر میں درد ہو تو روشنی ناقابل برداشت ہوتی ہے اور آنکھیں نہیں کھلتیں۔ اگر بغیر کسی نمایاں علامت کے روشنی میں آنکھ نہ کھلے تو اس کی بہترین دوا گریفائٹس ہے۔

اگنس کاسٹس میں ناک کی ہڈی میں درد ہوتا ہے جسے دبانے سے آرام آتا ہے بعض قسم کی خوشبوؤں سے زود حسی ہوتی ہے رخساروں پر خارش اور چیونٹیاں رینگنے کا احساس بھی اگنس کاسٹس کی خاص علامت ہے۔

اگنس کاسٹس میں پیٹ میں ہوا بھی پائی جاتی ہے۔ معدہ میں گڑگڑاہٹ کی آوازیں آتی ہیں۔ آنتیں نیچے دبنے کا احساس ہوتا ہے اور مریض پیٹ کو ہاتھوں سے پکڑتا ہے۔ ایگنس کاسٹس مردانہ کمزوریوں میں بھی مفید دوا ہے خصوصاً اوائل عمر میں کی جانے والی بدافعالیوں کے نتیجہ میں کمزوری اور ناطاقتی کا شکار ہونے والے مریضوں کی سب کمزوریوں کو دور کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔ اعصابی کمزوریوں کے لئے بھی بہترین دوا ہے۔

اگنس کاسٹس بوجھ اٹھانے کے بداثرات کو بھی دور کرتی ہے۔ جوڑوں میں درد اور سوجن کے علاوہ اگر پاؤں میں موچ آنے کا رجحان ہو اور چلتے ہوئے پاؤں مڑ جائیں تو اگنس کاسٹس مفید دوا ثابت ہوتی ہے۔

ایلیم سیپا

ALLIUM CEPA

(Red Onion)

ایلیم سیپا پیاز سے تیار کی جانے والی دوا ہے جو سردی کے موسم میں ہونے والے نزلہ زکام میں بہت مفید ثابت ہوتی ہے۔ پیاز چھیلنے سے جو علامات ظاہر ہوتی ہیں وہی اس کے نزلہ میں بھی پائی جاتی ہیں۔ گلا بیٹھ جاتا ہے ناک سے پتلی رطوبت بہتی ہے جس میں تیزابیت ہوتی ہے۔ آنکھوں سے بکثرت پانی بہتا ہے لیکن اس میں تیزی نہیں ہوتی اور وہ آنکھوں میں سرخی نہیں پیدا کرتا۔ یہ ایلیم سیپا کی امتیازی علامت ہے جو اسے یوفریزیا سے الگ کرتی ہے۔ یوفریزیا میں آنکھوں سے بہنے والے پانی میں جلن اور خارش ہوتی ہے اور آنکھیں سرخ ہو جاتی ہیں۔ ایک اور نمایاں فرق یہ ہے کہ ایلیم سیپا کی کھانسی میں دن، رات کا کوئی فرق نہیں ہے کیونکہ ہر وقت گلے میں خراش ہوتی ہے جو کھانسی پیدا کرتی ہے۔ یوفریزیا میں کھانسی کو دن میں آرام رہتا ہے کیونکہ نزلہ کا پانی آنکھوں کے راستے باہر نکلتا رہتا ہے۔ رات کو سونے کے بعد آنکھیں بند ہونے کی وجہ سے یہ مواد گلے میں گرنے لگتا ہے یا پھیپھڑوں میں چلا جاتا ہے جس سے کھانسی ہونے لگتی ہے اور مریض اٹھ جاتا ہے۔ بعض اوقات بہت شدید کھانسی کے دورے ہوتے ہیں۔ صبح اٹھنے پر پانی دوبارہ آنکھوں سے جاری ہو جاتا ہے اور سرخی پیدا کرتا ہے لیکن گلے کو آرام محسوس ہوتا ہے اور کھانسی نہیں اٹھتی۔

ایلیم سیپا آنکھوں میں سرخی پیدا نہیں کرتی لیکن اس کا بدلہ کانوں سے لے لیتی ہے۔ اکثر مریض کانوں کی تکلیف میں مبتلا ہو جاتے ہیں، درد ہوتا ہے رطوبت بہتی ہے اور شنوائی پر اثر پڑتا ہے۔ اگر ان تکلیفوں کے ساتھ نزلاتی علامات نمایاں ہوں تو ایلیم سیپا کام کرتی ہے ورنہ کان میں تکلیف کی دوسری دوائیں پلسٹیلا، کیمومیلا یا امونیم کارب اپنی مخصوص علامات کی وجہ سے مفید ثابت ہوتی ہیں۔

ایلیم سیپا میں تکلیفیں دائیں سے بائیں منتقل ہونے کا رجحان ہے، لیکسز میں بھی یہ بات نمایاں ہے بائیں طرف بیماری کا آغاز ہوتا ہے جب جسم کا دفاعی نظام اس کے خلاف بیدار ہوتا ہے تو بیماری دائیں طرف پناہ لے لیتی ہے۔ اکثر سانپوں کے زہر کا اثر بائیں طرف نمایاں ہوتا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ سانپ اور پیاز میں بھی ایک تعلق ہے۔ سندھ میں سانپوں سے بچنے کے لئے یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ بستر کے اردگرد پیاز ڈال کر سو جاؤ تو سانپ قریب نہیں آئے گا کیونکہ وہ پیاز سے دور بھاگتا ہے۔ ایلیم سیپا میں آرام سے تکلیف بڑھتی ہے اور حرکت سے کم ہو جاتی ہے۔ رات کو لیٹنے سے بھی تکلیف میں اضافہ ہو جاتا ہے مرطوب اور سرد موسم میں فوراً نزلہ شروع ہو جاتا ہے لیکن کھلی ہوا سے افاقہ ہوتا ہے۔ زکام کے ساتھ سر میں درد ہوتا ہے جو خصوصاً داہنی کنپٹی میں شدت سے محسوس ہوتا ہے اور پیشانی تک پھیل جاتا ہے۔ ایلیم سیپا میں زکام بائیں نتھنے سے شروع ہو کر دائیں طرف جاتا ہے۔

ایلیم سیپا کالی کھانسی میں بھی مفید دوا ہے۔ اگر بچے کو الٹیاں بھی آئیں، بدہضمی ہو بدبودار ہوائیں خارج ہوں۔ خسرہ کی علامات شروع ہوتے ہی ایلیم سیپا دے دی جائے تو بہت مفید ثابت ہوتی ہے نیز بچوں کے پیٹ درد کے لئے بھی ایلیم سیپا اچھی دوا ہے۔

ایلیم سیپا میں شدید پیٹ میں درد جس کے ساتھ پیشاب کی حاجت ہوتی ہے۔ مثانے میں جلن اور پیشاب کا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ مثانہ کے مقام پر درد ہوتا ہے۔ نزلہ زکام میں پیشاب بار بار آتا ہے۔ زکام کی وجہ سے آواز میں بوجھل پن، حلق میں خراش اور سانس کی نالی میں درد نمایاں ہوتا ہے اور شدید کھانسی اٹھتی ہے، بہت چھینکیں آتی ہیں۔ گردن کے پچھلے حصہ میں شدید درد، رات کو سردی کی شدید لہر کمر سے نیچے اترتی ہوئی محسوس ہوتی ہے جس کی وجہ سے بار بار پیشاب آتا ہے۔

نزلہ زکام کے ساتھ جلد پر سرخ چھوٹے چھوٹے دانے نمودار ہو جاتے ہیں۔ سوئیاں چبھنے کا احساس ہوتا ہے اور جسم کے بعض حصوں میں حدت اور جلن محسوس ہوتی ہے۔

ایلیم سیپا اعصابی دردوں میں بھی مفید دوا ہے اگر زکام کے ساتھ جسم میں خصوصاً چہرہ، دانت، سر اور گردن میں دردیں بھی ہوں تو ایلیم سیپا ان سب کے لئے بہترین دوا ہے۔

اعلان معافی

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ نے مکرم عبد الماجد رضوی صاحب (کشمیری) حال مقیم کلکتہ کو از راہ شفقت اخراج از نظام جماعت کی سزا معاف فرما دی ہے احباب مطلع رہیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر نہ آپ سچی ماں بن سکتی ہیں نہ آپ کی بیٹیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہ سکتی ہیں

"سبحان من یرانی" کا مضمون ہے جو آپ کی تربیت کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ مربی ثابت ہو سکتا ہے

(جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے مستورات سے خطاب کا خلاصہ)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر ۲۷ جولائی ۱۹۹۶ء کو مستورات سے خطاب فرمایا۔ تشہد. تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد سورہ الطور کی آیات ۴۹ اور ۵۰ کی تلاوت کی اور پھر محبت الٰہی کے مضمون پر خطاب فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ امریکہ اور کینیڈا وغیرہ مغربی معاشرے میں خصوصیت سے ایسے معاشرے میں جہاں غیروں کی کثرت ہو تو طبعًا اس معاشرے میں پلنے والی احمدی بچیوں پر ایک ایسا حملہ ہو رہا ہے جسے روکنے کے لئے کوئی تربیت کی نظر سامنے نہیں ہوتی۔ حضور نے فرمایا کہ تربیت کے لئے تربیت کرنے والے کی ضرورت ہوتی ہے لیکن ماں باپ بھی بعض اوقات صحیح رنگ میں تربیت کے اہل نہیں ہوتے۔ بعض ناصح بھی اپنے طرز عمل کی وجہ سے لوگوں کو دور بھگا دیتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام محبت کے ذریعہ تربیت کرتے ہیں۔ ہر نبی محبت کی بنا پر ہی نبی بنتا ہے۔ کبھی کسی نبی نے نبی بننے سے پہلے معاشرے کو طعن و تشنیع نہیں کی۔ وہ اپنے دکھ اپنے دل ہی میں سمیٹتا رہا ہے اور خدا کی طرف متوجہ ہوتا رہا ہے اور یہی اس کا درد تھا جو محبت الٰہی کے اثر سے وہ دعا بن گیا جس کے نتیجہ میں اس کی قوم کی تقدیر بدل گئی اور وہ اس قوم کو گند سے پاک کرنے کا سب سے زیادہ مستحق ٹھہرا۔

حضور ایدہ اللہ نے محبت کے مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو چیز دکھوں اور تکلیفوں سے حاصل ہو اس سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ عورت بڑی تکلیفوں سے گزرنے کے بعد اولاد کو جنم دیتی ہے اور اسے اولاد سے بے حد محبت ہوتی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میں نے یہ سوچا کہ عورتوں کے دلوں میں خدا کی محبت پیدا کرنے کی کوشش کروں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جیسے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے اس کے متعلق بتاؤں کہ اللہ کی محبت ہی اصل محبت ہے جو لافانی ہے۔ تربیت جو تقویٰ سے ہو وہی اثر کرتی ہے اور جو اللہ کی محبت سے تربیت یافتہ ہو اس میں اور دنیا کے تربیت یافتہ میں بہت فرق ہوتا ہے۔

حضور نے اس مضمون کو تفصیل سے بیان کرتے ہوئے بتایا کہ محبت کا مضمون خواتین مردوں سے بہتر سمجھتی ہیں۔ اگر محبت کے تعلق میں وہ یہ احساس پیدا کر لیں کہ خدا مجھے دیکھ رہا ہے۔ جیسے "سبحان من یرانی" کے الفاظ میں محبت ہی کا مضمون ہے کہ وہ ہر عیب سے پاک ہے جو مجھے دیکھ رہا ہے تو اگر میری بدیوں پر اس کی نظر پڑے تو کیا میں اس کی نظر سے گر نہیں جاؤں گا۔ ایک بچے کو بھی یہ احساس ہے کہ جس کا کچھ احترام اس کے دل میں ہو اس کے سامنے شرارت نہیں کرتا۔ پس "سبحان من یرانی" کا مضمون ہے جو آپ کی تربیت کے لحاظ سے سب سے اعلیٰ مربی ثابت ہو سکتا ہے ورنہ ماں باپ یا کوئی بھی ہر وقت کسی پر نگران نہیں ہو سکتا۔

حضور نے فرمایا کہ خطاب کے آغاز میں جو آیت میں نے پڑھی ہے اس میں یہی مضمون ہے کہ تو اپنے رب کے حکم کو قائم کرنے کی خاطر صبر سے کام لے۔ تو ہماری نظروں کے سامنے ہے۔ پس جب بھی تو کھڑا ہو تو تسبیح کر۔ تو نظر کے سامنے ہونا اور تسبیح کرنا یہ وہ مضمون ہے جو قرآن نے آنحضرتؐ کو سکھلایا اور آپؐ سے حضرت مسیح موعودؑ نے یہ مضمون سیکھا۔ صبر کا یہاں اعلیٰ درجہ کا معنی یہ ہے کہ نیکیوں سے چمٹ جانا اور ان کو ہاتھ سے نہ جانے دینا اور اپنے رب کے حکم کو قائم کرنے کی خاطر صبر سے کام لینا۔

حضور ایدہ اللہ نے اس اجلاس کے شروع میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام سے پڑھے جانے والے چند اشعار کے حوالہ سے جس میں "سبحان من یرانی" کے الفاظ بار بار دہرائے گئے ہیں، فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ اشعار محبت الٰہی کے مضمون پر روشنی ڈالتے ہیں۔ اگرچہ حضور علیہ السلام نے نثر میں بھی اللہ تعالیٰ کی محبت میں بہت تحریریں چھوڑی ہیں مگر شعروں کی شان ہی اور ہے۔ شعروں کا ویسے بھی رومان سے ایک تعلق ہے اور لوگ بھی محبت کے اظہار کے لئے اشعار ہی کا سہارا لیتے ہیں۔

حضور نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے احسانات کے عرفان کے نتیجہ میں آپ اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کر سکتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی محبت کے بغیر نہ آپ سچی ماں بن سکتی ہیں نہ ہی آپ کی بیٹیاں خدا تعالیٰ کی راہ میں ثابت قدم رہ سکتی ہیں کیونکہ وہ شخص جس کو کسی سے محبت ہو جائے وہ نگاہ رکھتا ہے کہ اس کی مرضی کے خلاف بات نہ ہو۔ پس "سبحان من یرانی" کا یہ معنی کہ میں تجھے ہر وقت اپنے آپ کو دیکھتا ہوا پاتا ہوں میں کیسے تیری رضا سے باہر ہٹ جاؤں۔ یہ سارے وہ مضامین ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنے اشعار میں بڑے پراثر انداز میں بیان فرمایا۔

حضور ایدہ اللہ نے مستورات کو تربیت اولاد کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ ان کے ذوق کی اصلاح کریں اور اس کا آغاز بچپن سے ہونا چاہئے۔ بچپن کے ماحول میں بچے جو کچھ سنیں گے اس کا اثر قبول کریں گے۔ جو بچے ان ماؤں کی گود میں پلتے ہیں جو اللہ کی محبت کی لوریاں دیتی ہیں وہ کبھی اسے بھلا نہیں سکتے۔ وہ بوڑھے ہو جائیں تو موت کے وقت بھی ان کو ماؤں کی وہ لوریاں یاد آتی ہیں جو خدا کی محبت میں وہ انہیں دیا کرتی تھیں۔ حضور نے توجہ دلائی کہ اس راز کو سمجھیں اور اپنے بچوں کے دلوں میں خدا تعالیٰ کی محبت کے گیت نقش کر دیں۔ اگر ایسی تربیت کریں گی تو دنیا کا کوئی معاشرہ ان پر غالب آنے کی طاقت نہیں رکھے گا۔ جہاں کہیں بھی آپ انہیں پھینک دیں گی وہ خدا نما وجود بن کر ابھریں گے۔

حضور نے فرمایا کہ جہاں جہاں لجنہ موجود ہے آپ کا فرض ہے کہ ماؤں کی تربیت کی طرف اس پہلو سے توجہ دیں کہ وہ مسلمان مائیں تو بن جائیں۔ اگر وہ مسلمان مائیں نہیں بنتیں تو ان کی گودوں سے مسلمان بچے کیسے پیدا ہونگے۔ اس لئے دوٹوک فیصلہ کرنا ہوگا کہ آپ نے اللہ کا ہونا ہے یا نہیں۔ اگر ہونا ہے تو یاد رکھیں کہ دنیا کی لذتوں کو چھوڑ کر اللہ کی محبت کو حاصل کرنا ایک قربانی ہے اور اس سے نفع بخش سودا کوئی ہے ہی نہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ہر دوسری محبت کو خدا کی محبت کے تابع کر دو گے تو یہ محبت مٹے گی نہیں بلکہ پہلے سے بھی بڑھ جائے گی کیونکہ اللہ سے بڑھ کر اس کی مخلوق سے کوئی محبت نہیں کرتا۔ اللہ کی نظر سے مخلوق سے محبت کرو گے تو اس میں ہمیشگی پیدا ہو جائے گی۔ اللہ ہر ایک کے لئے Available ہے جو تمہارے اندرونی و بیرونی نقائص و بد صورتیوں سے واقف ہے مگر اس کی طرف محبت کا ہاتھ بڑھاؤ تو وہ دس گنا لمبا ہاتھ کر کے تمہاری طرف بڑھتا ہے۔ یہ الٰہی محبت کی شان ہے جو انسان کو نصیب نہیں ہے۔ اپنی محبتوں کا رخ خدا کی طرف پھیر دیں۔ وہ جھکتا ہے کیونکہ ہم اٹھ نہیں سکتے اور وہ خود ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف لے جاتا ہے۔

حضور نے محبت کے مضمون کے مختلف پہلوؤں کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جو خدا کے ہو جائیں وہ پہلے سے زیادہ محبت کرنے والے خاوند، بھائی بن جاتے ہیں۔ وہ خدا سے محبت کے ڈھنگ سیکھتے ہیں اور دوسروں سے ان کے نقائص کے باوجود ان سے محبت کرتے ہیں۔ حضور ایدہ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ وصحابیاتؓ کے بعض نہایت ہی اثر انگیز واقعات بیان کرتے ہوئے خدا اور رسول سے سب سے زیادہ محبت رکھنے کے مضمون کو اجاگر فرمایا۔ اور پھر بتایا کہ محبت ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے اور اللہ کی محبت زندگی کی ہر مشکل کو آسان کر دیتی ہے۔ کوئی ماں نہیں جو ہمیشہ اپنے بچے کو گود میں اٹھائے پھرے مگر خدا کی محبت ایسی ہے جو ہمیشہ انسان کو اپنی گود میں لئے پھرتی ہے۔

حضور نے فرمایا کہ محبت سے بہتر مربی اور کوئی نہیں ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس سے پیار کرنے والوں کی محبت کو ہر دوسری محبت پر غالب رکھنے کے لئے وہ دعا بھی بتائی جو حضرت داؤد علیہ السلام کیا کرتے تھے اور جسے آنحضورؐ نے پسند فرمایا۔

خطاب کے آخر پر حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ آپ کو اپنے عزیزوں اور پیاروں سے محبت کا سلیقہ خدا کی محبت سے ملے گا۔ اس میں آپ کی اور آپ کی نسلوں کی بقا کا راز ہے۔ ایک ہی راہ ہے جو خدا کی محبت کی راہ ہے۔ ایک ہی قلعہ ہے جو خدا کی محبت کا قلعہ ہے جو ہر غیر کے نقصان سے بچا سکتی ہے۔ اس کی پناہ میں آ جائیں۔ اس کے سوا اگلی نسلوں کی تربیت کا ہم حق ادا نہیں کر سکیں گے۔

خطاب کے آخر پر حضور انور نے دعا کروائی۔

مسجد المہدی گولبازار ربوہ میں بم کا خوفناک دھماکہ

(پریس ڈیسک) گولبازار ربوہ میں واقع مسجد المہدی میں مؤرخہ ۲ ستمبر ۱۹۹۶ء زبردست بم دھماکہ ہوا جس سے مسجد کی محراب کے بائیں جانب تین چار فٹ مربع دیوار گر گئی۔ صحن کی جانب تین دروازے اکھڑ کر صحن میں جا گرے۔ بقیہ دروازے مختلف جگہوں سے ٹوٹ گئے اسی طرح کھڑکیاں اور روشن دان بھی ٹوٹ گئے۔ بم دھماکہ نماز عصر سے چند منٹ پہلے ہوا اس وقت مسجد میں نمازیوں کی کافی تعداد موجود تھی کہ اچانک محراب کے ساتھ ایک کولر کے باہر زبردست دھماکہ ہوا جس سے سارا شہر لرز اٹھا۔

دھماکے سے کل ۱۳ افراد کے زخمی ہونے کی اطلاع ملی ہے جن کو فوری طور پر فضل عمر ہسپتال میں پہنچایا گیا جہاں آٹھ افراد کو مرہم پٹی کے بعد گھر واپس بھیج دیا گیا اور پانچ افراد کو ہسپتال میں رکھا گیا۔ ان میں سے دو یعنی پروفیسر محمد اسلم صابر صاحب اور شفیق احمد صاحب کی حالت تشویشناک بتائی جاتی ہے۔

۲ ستمبر کی رات کو فیصل آباد سے بم ڈسپوزل ٹیم بھی ربوہ پہنچ گئی اور جائے وقوعہ کا معائنہ کرنے کے بعد بتایا کہ بم دو کلو وزنی ٹائم بم تھا اور پلاسٹک بم تھا جسے مسجد کے محراب کے ساتھ کولر سے ملحقہ کھڑکی میں رکھا گیا تھا۔

فضل عمر ہسپتال ربوہ کے ایڈمنسٹریٹر مکرم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا مبشر احمد صاحب کی طرف سے موصولہ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق پانچوں دوست جن کو ہسپتال میں رکھا گیا تھا کی حالت روبہ صحت ہے۔ الحمد للہ۔ مکرم محمد اسلم صابر صاحب ہوش میں آ چکے ہیں باتیں کرتے ہیں اور پہچانتے ہیں مگر بائیں آنکھ پر زخم کی وجہ سے آنکھ کے بارے میں حتمی رپورٹ نہیں دی جا سکتی۔

دوسرے دوست مکرم شفیق احمد صاحب غالباً دماغ پر چوٹ آنے کی وجہ سے بے ہوشی کی کیفیت ہے، مزید ٹسٹ لئے جا رہے ہیں۔

احباب جماعت سے تمام متاثرین کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ خدا تعالیٰ انہیں جلد صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے۔

قسط نمبر (۱)

میں قادیان کیسے پہنچا؟ اور میں نے کیا دیکھا اور سنا

از خواجہ عبد الغفار ڈار (اسلام آباد پاکستان)

غالباً ۱۹۲۸ء میں خاکسار پہلی بار قادیان شریف میں آیا تھا مجھے خوب یاد ہے کہ پہلے دن گھر سے گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا تھا۔ ہمارے گاؤں موضع آسنور تحصیل کولگام کے شرق میں کوہِ ہمالیہ کی ہی ایک اونچی چوٹی پیدل سر کرنی ہوتی ہے۔ اس جگہ سے سفر کے دوسرے روز پا پیادہ اپنے احمدی مزدور کشمیری بھائیوں کے ساتھ اُدھم پور تک چھ سات دن کا پیدل سفر کر کے پہنچا تھا وہاں سے بذریعہ بس جموں۔ جموں سے لاہور اور لاہور سے بٹالہ تک ریل کا سفر کیا تھا اور بٹالہ سے اپنے ایک رشتہ دار رفیق سفر کی معیت میں بٹالہ سے قادیان پیدل پہنچا تھا۔ یہ گویا ۶۷ سال پرانی بات ہے۔ اس کے بعد قادیان سے میں تعلیم حاصل کی تقسیم ملک سے قبل جلسہ سالانہ، مجلس مشاورت کے موقعوں پر کئی بار قادیان آتا جاتا رہا۔ تقسیم ملک کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے چند بار زیارت قادیان کی سعادت بخشی مگر اب جبکہ میں عمر عزیز کی ۸۰ ویں منزل سے گذر رہا ہوں۔ اس سال قادیان آنے کا کوئی خواب و خیال ہی نہ تھا۔ ایک اس وجہ سے کہ سال ۹۵ء میں خاکسار کو پانچویں مرتبہ لندن جانے کا موقع ملا اور اتفاق حسنہ سے مجھے لندن میں جرمنی جانے کا ایک ایسا ویزا مل گیا جس پر میں نے فرانس، بلجئم اور ہالینڈ کی بھی سیر کی یہ ساری سیر و سیاحت جماعت کے تین جلسوں اور اپنے عزیز دوستوں سے ملاقات کی تقریبوں کی وجہ سے عمل میں آئی۔

۱۵ دن کا ایک سفر میں نے لندن سے ناروے آنے جانے کا بھی کیا تھا چار ماہ کے اس سفر کی بہت سی جماعتی باتیں ایمان افروز اور قابل ذکر ہیں یہ تمام حسین یادیں جداگانہ مضمون یا سفرنامہ لکھنے کا تقاضا کرتی ہیں۔

خاکسار اس وقت یہ عرض کرتا ہے کہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۵ء میں شمولیت کا ملکی حالات کی وجہ سے کوئی امکان ہی نہ تھا کہ اچانک دسمبر ۱۹۹۵ء کے پہلے عشرہ میں قادیان سے غلام قادر ڈار صاحب ایک درویش کا شادی کارڈ موصول ہوا کہ اُن کے بیٹے محمد انور کی شادی موضع کوریل آسنور میں رشتہ میں میری ایک نواسی کے ساتھ طے پائی ہے لہذا میں ۱۲ر دسمبر کو اس شادی میں شرکت کروں یہ دعوت نامہ کیا ملا بس قادیان کی یاد میں دل ایسا مچل گیا کہ دیوانہ وار پہلے تو نیا پاسپورٹ حاصل کیا اور اس کے بعد حصول ویزا کے سلسلہ میں راولپنڈی سے اسلام آباد انڈین ایمبیسی کے چکر لگانے شروع کر دیئے۔ زائرین بھارت کو معلوم ہے کہ انڈین ایمبیسی اسلام آباد پاکستان میں علی الصبح ہی سے ایک انبوہ کثیر لائن لگا کر حصول ویزا کے لئے موجود ہوتا ہے۔ حالات کا جائزہ لینے کے بعد ۱۱ر دسمبر کو ہم چار احمدی دوست بھی حاضر ہوئے اور یہ اتفاق حسنہ تھا کہ اس صف اوّل میں ہم کافی آگے تھے جب کافی انتظار کے بعد ایمبسی کا ایک کارندہ آیا تو زائرین بھارت نے اپنے پاسپورٹ دینے شروع کئے جب یہ تعداد دو سو تک پہنچی تو باقی لوگوں کو بتایا کہ آج صرف انہی دو سو لوگوں کی درخواستیں زیرِ غور آئینگی آپ لوگ کل قسمت آزمائی کریں۔ ہم دو سو لوگوں کو ٹوکن دے دیئے گئے کوئی پون گھنٹے کے بعد مختلف نمبروں سے ہم دو سو مرد و زن میں سے صرف ۱۰ مردوں اور دس عورتوں کو اندر جانے کا یکے بعد دیگرے بلاوا آیا ہم چار زائرین قادیان میں سے صرف اس خاکسار کا نام اس قرعہ اندازی میں آیا مگر جب میرا انٹرویو ہوا تو مجھے صاف بتا دیا گیا کہ مرکزی حکومت ہند کی مقرر کردہ پالیسی کے مطابق مشرقی پنجاب کے مخدوش حالات کی وجہ سے قادیان کا ویزا دیا جانا بند اور ممنوع ہے، خاکسار نے اس خدشے کے پیش نظر ویزا فارم میں قادیان کے علاوہ دہلی کا اندراج بھی کر رکھا تھا چنانچہ کافی پس و پیش کے بعد امیگریشن افسر صاحب نے قرعہ اندازی میں میرا نام آنے کی وجہ سے مجھے دہلی کا ایک ماہ کا ویزا دے دیا ویزا منظور ہونے کے بعد بھی ایک دو دن کی مزید تاخیر ہوئی اور الحمد للہ مجھے پاسپورٹ بمع ویزا عزیزم محمود احمد صاحب ڈار میرے پوتے نے شام کے بعد پہنچا دیا۔ اس دن میرے بیٹے عزیزم عبد القیوم صاحب ڈار نے ریل کار میں میری ریزرویشن بھی کرا رکھی تھی چونکہ اس وقت تک ابھی پاسپورٹ واپس نہ پہنچا تھا۔ لہذا وہ سیٹ واپس کر دی گئی یہ بدھ وار تھی اور اگلے روز جمعرات کو لاہور سے صبح نو بجے دہلی جانے والی سمجھوتہ ایکسپریس نے روانہ ہونا تھا لہذا جونہی فارغ ہوئے میرے ان دونوں عزیزوں نے مجھے اسلام آباد ائرپورٹ پہنچا دیا یہ بھی اتفاق حسنہ ہے کہ اس کے بعد رات کو لاہور جانے والے دو جہاز تھے اور ایک جہاز میں جدوجہد کر کے ایک سیٹ مل گئی اور الحمد للہ میں اسی رات کو ۱۱ بجے لاہور پہنچا۔ ہمارے لاہور میں مستقل میزبان عزیزم رشید خالد صاحب اور اُن کا فرزند تھا جو مجھے لینے کے لئے آئے ہوئے تھے (عام طور پر اُن کا ڈرائیور آیا کرتا ہے) میں نے اپنا سامان لیتے ہوئے ان دونوں کو باہر کھڑے منتظر دیکھا انہوں نے بھی مجھے دیکھا ہماری باہم اشاروں اشاروں میں علیک سلیک بھی ہو گئی۔

اگلی صبح ضروریات سے فارغ ناشتہ کر کے لاہور ریلوے سٹیشن پر پہنچ گئے۔ زائرین بھارت کو خوب معلوم ہے کہ وہاں دھکم پیل بھی ہوتی ہے اور انتظار کر کے جواں سال اور عزم و صحت رکھنے والے بھی تھک جاتے ہیں، بوجھل ہو جاتے ہیں اور اچھی خاصی پریشانی کا سامنا ہوتا ہے۔

الحمد للہ سامان بھی رکھ لیا جگہ بھی مل گئی چونکہ احمدیوں کا شعار خدمت خلق ہوتا ہے اس کی برکت سے ایک دہلی جانے والی غیر از جماعت اکیلی خاتون کا میں ساتھی بن گیا اور مجھے اس کا ساتھ نصیب ہوا اس سفر میں بفضلہ تعالیٰ ہم ایک دوسرے کے کام آتے شام کو لاہور سے جب میں نے اٹاری ریلوے سٹیشن پر مغرب و عشاء کی نمازیں جمع کر کے ادا کیں اور دعا کا خوب موقع مل گیا تو میں نے اپنا کشمیری کمبل بچھایا ہوا تھا میری ایک بہت پیاری بھانجی امۃ السمیع نے جسے ہم پیار سے پینو کہا کرتے ہیں میرے ساتھ پراٹھے اور مرغی کا سالن بھی کر دیا ہوا تھا۔ میں نے اپنی اس رفیقۂ سفر کو دعوت دی اور اسے کہا کہ اسلام کے ناطے آپ اور میں باپ بیٹی ہیں کوئی تکلف نہ کرو میرے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاؤ اس ہندوستانی لڑکی نے بھی اپنی پٹاری کھولی اور چٹخارے والا سالن نکال لیا اور ہم نے سیر ہو کر کھانا کھایا اور خدا خدا کر کے اس کے ایک گھنٹے بعد ہم عازم دہلی ہوئے ساری رات سفر کرتے رہے۔ ریلوں کا اپنی منزل پر تاخیر سے پہنچنا ہند و پاکستان کی ریلوں کی روایات میں سے ہے چنانچہ اگلے دن صبح کو ہم ۸ بجے کی بجائے جمعہ کے دن ۱/۲ ۱۰ بجے دہلی ریلوے سٹیشن پر پہنچے یہ میری زندگی میں دوسرا موقع تھا کہ میں دہلی کے اس ریلوے سٹیشن پر پہنچا ہوں۔

دہلی پہنچ کر سب سے پہلے میں نے تغلق آباد مسجد احمدیہ میں فون کیا مگر چونکہ تغلق آباد کا ہمارا فون نمبر اور فیکس نمبر بدل چکا تھا لہذا جواب ندارد۔ بلّی ماراں جانے والی فیملی ساتھ تھی اُن کی دعوت پر اُن کے ساتھ ہو لیا اور سامان اُن کے سپرد کر کے شام کو ہوٹل میں براجمان ہوئے اور اگلے روز پولیس سنٹر میں جا کر اپنی رپورٹ کر دی گئی اسی جگہ گجرانوالہ میں مقیم قادیان کے ایک مستقل زائر حافظ بشیر احمد صاحب اور تغلق آباد کے ایک کارکن رشید صاحب سے ملاقات ہوئی اور اپنے دہلی کے مشن ہاؤس کا فون نمبر اور فیکس نمبر معلوم کر لیا گیا۔ دہلی میں وزارت داخلہ کے دو دفاتر ویزا اور مختلف جگہوں پر آنے جانے کا اجازت نامہ جاری کرتے ہیں لہذا مجھے دونوں جگہوں کے چکر لگانے پڑے۔ جب میں مسجد احمدیہ دہلی دیکھنے اور حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سے ملاقات کے لئے وہاں پہنچا تو رات کے میرے قیام کا مہربانی فرما کر انہوں نے بندوبست کیا۔ اگلے روز مجھے وزارت داخلہ بھارت کے دونوں مرکزی دفتروں میں آنا جانا پڑا اور میں اس خاتون امیگریشن آفیسر کا شکر گذار ہوں جس نے مجھے قادیان جانے کا ویزا دے دیا اور قادیان سے براستہ اٹاری پاکستان واپس جانے کا اجازت نامہ بھی عطا فرمایا۔

میرے لئے ۲۱ر دسمبر ۱۹۹۵ء کا دن بڑا خوش قسمتی کا دن تھا جب میں دہلی سے امرتسر کا طویل سفر بذریعہ ریل سلیپر سیٹ پر ساری رات امرتسر ریلوے سٹیشن کے ریٹائرنگ روم میں شب بیداری کر کے صبح دس بجے قادیان پہنچا۔

اب قادیان کا نقشہ بالکل بدل چکا ہے مگر یہ قادیان وہی قادیان ہے جس کی شہرت چار دانگ عالم میں پھیلی ہوئی ہے۔ جس کا تقدس جس کی اہمیت جس بستی کے ساتھ پیار اور دلی تعلق ہر ایک احمدی کے ایمان کا ایک حصہ ہے اسی قادیان میں اس عاجز نے ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۷ء تک کا زندگی کا تعلیمی دور گذارا اس کے بعد میں سرینگر کشمیر سے گاہ بگاہ یہاں آتا رہا کبھی جلسہ سالانہ پر کبھی مجلس مشاورت میں شرکت کے لئے۔ پھر جب قادیان پر ایک گرداب کا دور آیا میری آمد و رفت حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں برابر جاری رہی یہاں تک کہ اب میں پاکستان کا باشندہ ہو کر رہ گیا ہوں۔ اس کے بعد کی یہ بات ہے کہ جب بھی میرے لئے قادیان آنا ممکن ہوتا میں قادیان آتا رہا۔ مگر اس سال یعنی سال ۱۹۹۵ء میں میرے قادیان آنے کا مجھے حالات کی وجہ سے کوئی خواب و خیال بھی نہ تھا مگر قادیان ہی کی برکت اور کشش ہے کہ غیر معمولی حالات میں معجزانہ طور پر مجھے ویزا مل گیا۔ اور میں قادیان پہنچا۔ یہاں میں نے کیا کچھ دیکھا اور سنا یہ آئندہ کی اشاعت میں ملاحظہ کریں۔ (باقی)

بدر کی توسیع اشاعت آپ کا جماعتی فریضہ ہے
(مینیجر بدر)

ولادت

★ مکرم حامد حسین صاحب ابن مکرم یوسف حسین صاحب آف حیدر آباد کو اللہ تعالےٰ نے ۱۲ ربیع الاول مطابق ۲۹ جولائی کو نرینہ اولاد سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے از راہ شفقت لڑکے کا نام احسن احمد حسین تجویز فرمایا ہے۔ اللہ تعالےٰ نومولود کو خاندان اور سلسلے کے لئے باعث برکت وخادم دین بنائے۔ اعانت بدر ۵۰/= روپے (اکبر حسین احمد مومن منزل سعید آباد حیدر آباد)

★ اللہ تعالےٰ نے خاکسار کی چھوٹی بہن مبارکہ نصرت و منیر احمد کریم آف لاہور مربی سلسلہ کو ۱۱ $\frac{۸}{۹۶}$ کو بیٹی عطا فرمائی ہے واقف نو اس بچی کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے از راہ شفقت "عافیہ منیر" تجویز فرمایا ہے نومولودہ مکرم قریشی محمد کریم صاحب آف لاہور کی پوتی اور مکرم قریشی محمد شفیع صاحب عابد درویش قادیان کی نواسی ہے عزیزہ کی صحت و تندرستی درازیٔ عمر صالح خادم دین وقرۃ العین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر ۲۵/- روپے (قریشی محمد فضل اللہ)

★ اللہ تعالےٰ نے خاکسار کی بڑی بیٹی عطیۃ القیوم ناصرہ اور مکرم رضوان خالد صاحب استاذ جامعہ احمدیہ ربوہ کو پہلا بیٹا مورخہ ۱۳ ستمبر ۹۶ء کو عطا فرمایا ہے حضور انور ایدہ اللہ نے وقف نو میں شامل اس نومولود کا نام "صفوان خالد" تجویز فرمایا ہے۔

★ اسی طرح خاکسار کی منجھلی بیٹی شاہدہ رحمان زبدہ اور مکرم کریم الدین شمس صاحب مربی سلسلہ کو ۱۲ اگست کو پہلی بیٹی سے نوازا ہے حضور انور نے وقف نو میں شامل اس نومولودہ کا نام "امۃ المتین" تجویز فرمایا ہے۔ ہر دو نومولودگان کی صحت وسلامتی درازی عمر اور ہر دو خاندانوں کے لئے قرۃ العین اور نیک صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ اعانت بدر ۵۰ روپے۔

(محمد انعام غوری ناظر دعوۃ وتبلیغ قادیان)

★ خاکسار کی بہن کو اللہ تعالےٰ نے ۱۶ $\frac{۹}{۹۶}$ کو بیٹے سے نوازا ہے۔ زچہ و بچہ کی صحت و تندرستی درازیٔ عمر نیز بچے کے نیک خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اعانت ۲۰ روپے

(اعجاز احمد ساگر متعلم مدرستہ المعلمین)

درخواست دعا میرے بچوں کے امتحان ہونے والے ہیں انکی نمایاں کامیابی، شاندار مستقبل نیز خاندان کی دینی و دنیوی ترقی میری صحت کاملہ، پریشانیوں کے ازالہ اور مرحوم شوہر و والدین کی مغفرت کیلئے درخواست دعا ہے۔ (خورشید داؤد صدر لجنہ اماء اللہ لکھنؤ)

ہفتہ قرآن مجید

حسب سابق امسال بھی بھارت کی احمدی جماعتوں نے ہفتہ ویوم قرآن مجید کا انعقاد کیا اور اس سلسلہ میں کئے جانے والے اجلاسات و دیگر مساعی کی خوشکن رپورٹیں متعدد جماعتوں نے بغرض اشاعت بھجوائی ہیں۔ اللہ تعالےٰ سب حصہ لینے والوں کو اجر عظیم عطا فرمائے۔ اور قرآنی علوم و انوار سے فیضیاب فرمائے۔ تنگیٔ صفحات کے باعث صرف ان جماعتوں کے نام شائع کئے جاتے ہیں۔

جماعت احمدیہ قادیان۔ تالبر کوٹ۔ کرڈاپلی۔ یادگیر۔ چنتہ کنٹہ۔ پتہ پیریم۔ پنگال۔ پینگاڈی۔ بھدروا موسٰی بنی مائنز۔ کیرنگ۔ کرونا گیلی۔ عثمان آباد۔

لیڈی ڈاکٹر کی ضرورت ہے

احمدیہ شفاخانہ قادیان کے لئے ایک کوالیفائڈ کم از کم MBBS لیڈی ڈاکٹر کی ضرورت ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھنے والی احمدی خواتین جو مرکز میں رہ کر خدمت کرنے کو تیار ہوں۔ وہ اپنی درخواستیں مقامی صدر / امیر صاحب اور صوبائی امیر کے توسط سے نظارت ھذا کو مع اپنی سندات کی فوٹو کاپی کے ایک ماہ کے اندر اندر ارسال کر دیں۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

ارشاد نبوی
اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ
(دین کا خلاصہ خیر خواہی ہے)
(منجانب)
رکن جماعت احمدیہ بمبئی

طالبان دعا۔
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹنگ لین کلکتہ۔ 700001
فون نمبرز۔
2430794 · 2481652 · 248522

BODY GROW GYM
SANTOSH NAGAR
ARROW GYM
CHANDRAN GUTTA
چیف کوچ۔ محمد عبدالسلیم نیشنل باڈی بلڈر۔ حیدر آباد
وزن کم کرنے۔ بڑھانے۔ موٹاپا دور کرنے کے سلسلہ میں کی جانے والی ایکسر سائز اور خوراک۔ باڈی بلڈنگ کر رہے احباب شیڈول کیلئے باڈی ویٹ ساتھ لکھیں۔ مستورات سلم باڈی کیلئے معلومات حاصل کریں۔ باڈی ویٹ بڑھانے یا کم کرنے کیلئے BODY GROW پاؤڈر دستیاب ہے۔ مکمل معلومات کیلئے اس پتہ پر رابطہ قائم کریں
تندرستی ہزار نعمت ہے
M. A SALEEM (BODY BUILDER)
H. NO. 18 - 2- 888/10/71. NIMRA COLONY FALAKNUMA
POST - 500253 HYDERABAD (A. P) ☎ 040-219036 INDIA

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر۔ حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ فون۔ 649_04524

طالب دعا:— محبوب عالم ابن مکرم حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم
M/S NISHA LEATHER
SPECIALIST IN LEATHER BELTS, LEATHER
LADIES AND GENTS BAG, JACKETS, WALLETS ETC.
19 A. JAWAHAR LAL NEHRU ROAD
CALCUTTA - 700081 ☎ 2457153

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرحیم جیولرز
پروپرائیٹر: — سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ۔ خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون۔ 629443

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SO LIGHT
GUARANTEED PRODUCT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky HAWAI
NTR
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA - 15

☎ 543105
STAR CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105 / 661, OPP, BLOCK NO - 7 FAHIMABAD COLONY
KANPUR - 1 - PIN 208001

C.K.
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM
- 679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
ALAVI
TEAK POLES &
WOODEN FURNITURE

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR &
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA - 700072 ☎ 26-3287

بھٹو خاندان — بقیہ صفحہ ۱۲

کے لئے گزرگاہ بنے ہوئے ہیں۔ مسٹر بھٹو جو کبھی سخت سے سخت سیاسی موسم کا مقابلہ کرنے کے عادی رہے ہیں سخت ہواؤں کا مقابلہ نہیں کرپا رہے جیل کی طرف سے انہیں جو پرانے کمبل اور تکئے ملے ہیں وہ بھی ان ہواؤں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہیں رکھتے مسز نصرت بھٹو نے وکیل کی معرفت دو کمبل اور تکئے انہیں بھجوائے تھے جو بھٹو صاحب تک نہ پہنچ سکے خیال رہے کہ مسٹر بھٹو کو جیل میں اب چوتھا مہینہ شروع ہونے والا ہے۔

جیل کے کمرے میں بستر کے علاوہ ایک چھوٹی سی کرسی اور بوسیدہ میز بھی پڑی ہے جس پر بیٹھ کر بھٹو صاحب اخبار پڑھتے اور کچھ لکھتے لکھاتے ہیں ناشتے میں وہ صرف جیل کی چائے پیتے ہیں۔ دوپہر اور شام کا کھانا گھر سے آتا ہے لیکن دوپہر کا کھانا صبح دس بجے تک پہنچانا ہوتا ہے اور شام کا پانچ بجے سے قبل کیونکہ غروب آفتاب کے بعد کمرے کا دروازہ صبح تک کے لئے مقفل کر دیا جاتا ہے اس طرح انہیں ایک وقت بھی گرم کھانا نصیب نہیں ہوتا ہے "معیار" کے مطابق مسٹر بھٹو ان دنوں اپنی یادداشتیں قلمبند کر رہے ہیں مسٹر بھٹو کو سرکاری طور پر دو اخبار فراہم کئے جاتے ہیں یعنی "پاکستان ٹائمز" اور "مارننگ نیوز" اس کے علاوہ کسی دوسرے اخبار یا رسالہ کی اجازت نہیں پیشی کے لئے ایک چھوٹی کار میں باہر لایا جاتا ہے جس کے اندر چاروں طرف گہرے رنگ کے نیلے پردے لٹکے رہتے ہیں حتیٰ کہ ڈرائیور اور ان کے درمیان بھی گہرے نیلے رنگ کا پردہ لٹکا رہتا ہے تاکہ نہ وہ خود کسی کو دیکھ سکیں اور نہ ہی کوئی دوسرا انہیں دیکھ سکے

(روزنامہ اردو ٹائمز بمبئی ۷۸-۱-۱۲)

خلاصہ یہ کہ احمدیوں کا نوے سالہ مسئلہ حل کرنیوالا اور احمدیوں کے ہاتھ میں کشکول پکڑانے والا اسلامی دنیا کا یہ ہیرو ایسے کسمپرسی کے حالات سے گزرتا ہوا بالآخر اپنا ذہنی توازن کھو کر جیلروں کو گالیاں نکالتا ہوا ۱۹۷۹ء کی ایک صبح پھانسی کے تختہ پر لٹکا دیا گیا جبکہ دنیا کے بہت سے ممالک نے اس "ہیرو" کو معاف کرنے کی ضیاء الحق سے سفارشیں بھی کی تھیں۔

بھٹو کے قید کے دنوں میں اس کے دونوں بیٹے جو پاکستان سے باہر تھے بین الاقوامی سازش کے نتیجہ میں ملی ٹینٹ گروپس میں شامل ہوئے۔ اور باپ کو پھانسی دئے جانے پر انہوں نے "الذوالفقار" نامی انتہا پسند تنظیم بنائی اس طرح شاہنواز اور مرتضےٰ اس تنظیم کے ذریعہ انتہا پسند بن گئے۔ اس انتہا پسند تنظیم کے ذریعہ ہی ۱۹۸۱ء میں پاکستان کا ایک ہوائی جہاز بھی اغوا کیا گیا دونوں بھائیوں نے افغانی نسل کی عورتوں سے شادیاں کیں شاہنواز کی بیوہ ابھی تک فرانس میں اپنے مکان میں محصور ہے جس سے ایک بیٹی ہے مرتضیٰ بھٹو کی دوسری لبنانی نسل کی بیوی سے ایک بیٹی فاطمہ* ہے مرتضیٰ بھٹو ۱۹۹۳ء میں جب پاکستان آیا تب ہی سے بےنظیر بھٹو اور مرتضےٰ کے درمیان اختلافات زوروں پر رہے ماں نصرت بھٹو نے ان اختلافات کو سلجھانے کی بہت کوشش کی بالآخر کینسر کی مریضہ ہو کر لندن میں زیر علاج نہیں کہ مرتضیٰ کے قتل کی خبر سے انہیں پاکستان آنا پڑا بےنظیر بھٹو کی حکومت بھی ان دنوں خلفشار اور سخت قسم کی افراتفری کا شکار ہے اندرونی خانہ جنگی کے علاوہ حکومت کئی بلین ڈالر کی مقروض بھی ہے اور قرض سے روزمرّہ کی ضروریں چلا رہی ہے۔

خلاصہ یہ کہ معصوم احمدیوں پر مظالم کے پہاڑ توڑنے والے اور الٰہی جماعت کا مقابلہ کرنے والے مسٹر ذوالفقار علی بھٹو اور اس کا تمام خاندان ان دنوں اہل دنیا کے سامنے عبرت کا نشان بن چکا ہے

جہاں تک پاکستان کا سوال ہے ان دنوں وہاں مسٹر بھٹو کے بوئے ہوئے مذہبی انتہا پسندی کے بیج خوب بہار دکھا رہے ہیں۔ بات صرف احمدیوں تک محدود نہیں رہی بلکہ اب تو شیعہ سنّی، وہابی بریلوی، دیوبندی سب آپس میں خوب ایک دوسرے کے خون سے ہاتھ رنگ رہے ہیں سپاہ صحابہ اور سپاہ محمد کی فوجیں میدان جہاد میں ڈٹی ہوئی ہیں اور آئے دن سنّی مساجد سپاہ محمد کے ذریعہ اور شیعہ مساجد سپاہ صحابہ کے ذریعہ معصوموں کے خون سے رنگین ہو رہی ہیں۔ ابھی جبکہ یہ مضمون لکھ رہا ہوں پاکستان کے شہر ملتان میں نماز فجر کے لئے آنے والے دو درجن نمازی شیعوں کی رائفلوں اور کلاشنکوفوں سے بھونے جا چکے ہیں جبکہ بہت سے زخمی ہو چکے ہیں یہ دور کب تک چلے گا اور مذہبی انتہا پسندی کی بھنور میں پھنسی پاکستانی قوم کا کیا حشر ہوگا۔ اس بارے تو عالم الغیب خدا ہی جانتا ہے لیکن ہمارا کہنا اس موقع پر صرف یہی ہے کہ عقل و دانش رکھنے والے لوگوں کو بھٹو اور ضیاء الحق کے بوئے ہوئے زہریلے پودوں سے تمام پاکستانیوں کو پہنچنے والے شدید عذاب کو دیکھ کر ضرور عبرت حاصل کرنی چاہیئے!

الحاج چوہدری بشیر احمد صاحب رحلت فرما گئے

ہمارے والد محترم الحاج چوہدری بشیر احمد صاحب سابق چیف ریڈیو آفیسر سفینہ حجاج کراچی مورخہ ۲۱ر اگست ۱۹۹۶ء کو کینیڈا کے ایک ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ اِنا للہ وانا الیہ راجعون۔

مرحوم کی نماز جنازہ ۲۴ر اگست کو بیت السلام مسجد ٹورانٹو کے احاطہ میں مکرم مولانا نسیم مہدی صاحب امیر جماعت کینیڈا نے پڑھائی۔ دوست احباب کثیر تعداد میں کینیڈا اور امریکہ کے دور دراز شہروں سے جنازہ کیلئے تشریف لائے۔ امیر صاحب امریکہ صاحبزادہ مرزا مظفر احمد صاحب کی ہدایت پر جماعت احمدیہ امریکہ کی نمائندگی میں مکرم مولانا شیخ مبارک احمد صاحب نے بھی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

مکرم چوہدری صاحب مرحوم ۵ر جولائی ۱۹۲۲ء کو بمقام سماعیلہ تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات میں پیدا ہوئے، آپ کے والد محترم کا نام میاں محمد ابراہیم تھا۔ اور آپ مکرم چوہدری محمد اسمٰعیل خالد صاحب (مرحوم) سابق مینجر احمدیہ سٹیٹس سندھ کے چھوٹے بھائی تھے آپ کے نانا حضرت حافظ مولوی فضل دین صاحب مرحوم کھاریاں اوّلین صحابہ میں سے تھے جنکا نام حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب انجام آتھم میں ۳۱۳ صحابہ کی لسٹ میں دوسرے نمبر پر درج فرمایا ہے۔ اور آئینہ کمالات اسلام میں ایک سو گیارہ نمبر پر درج فرمایا ہے۔ چوہدری صاحب مرحوم نے اپنی بیوہ کے علاوہ اپنے پیچھے پانچ بیٹے اور چار بیٹیاں اپنی یادگار چھوڑے ہیں۔ مکرم چوہدری منیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ حال امریکہ آپکے بڑے بیٹے ہیں۔ آپ کے ایک چھوٹے بھائی چوہدری لئیق احمد صاحب ایڈوکیٹ آجکل آسٹریلیا میں مقیم ہیں۔ مکرم چوہدری صاحب مرحوم نہایت متقی، پرہیزگار اور صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ خلافت احمدیہ کے فدائی تھے۔ تبلیغ کا جذبہ رگ رگ میں بھرا ہوا تھا۔ ہر وقت اپنی جیب میں جماعتی تبلیغی لٹریچر رکھتے تھے اور ہر مناسب موقع پر تقسیم کرتے رہتے تھے سفینہ حجاج میں ملازمت کے دوران افریقہ کے ایک ملک مڈغاسکر میں گئے اور وہاں تبلیغی لٹریچر تقسیم کرنیکا موقع ملا جس کے نتیجہ میں وہاں جماعت احمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ۱۹۸۲ کے ایک خطبہ میں اس واقعہ کا بیان بطور مثال کے کیا اور تحریک کی کہ احباب جماعت کو اس رنگ میں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب مرحوم نے ۱۹۴۸ میں برٹش نیوی میں شمولیت اختیار کی۔ پاکستان کے قیام کے بعد آپ پاکستان نیوی میں منتقل ہو گئے اور ۱۹۵۸ء تک پاکستان نیوی میں ملازم رہے۔ اس کے بعد آپنے پاکستان کی مرچینٹ نیوی میں ملازمت شروع کی اور ایک لمبا عرصہ سفینہ حجاج پر بطور چیف ریڈیو آفیسر متعین رہے۔ آپ ۱۹۸۳ء میں اپنے بچوں کے ہمراہ کینیڈا میں نقل مکانی کر کے آ گئے اور اپنی وفات تک کینیڈا میں ہی مقیم رہے۔

کینیڈا میں آپ نے اپنی دینی مصروفیات زور شور سے جاری رکھیں۔ پہلے نیشنل سیکرٹری تعلیم و تربیت پھر نیشنل سیکرٹری وصایا اور گزشتہ چند سالوں سے نیشنل سیکرٹری رشتہ ناطہ کے طور پر فائز تھے اور نہایت احسن انداز میں اپنی ذمہ داریوں کو نبھایا جس وقت آپکو دل کا حملہ ہوا اس وقت مرحوم احمدیہ مشن ہاؤس ٹورانٹو کے دفتر میں رشتہ ناطہ کی ایک فائل پر کام کر رہے تھے۔

اس طرح آپ نے اپنے عہد وفا کو حقیقی طور پر اپنے آخری سانس تک نبھایا۔ اور دم نکلنے تک جماعتی خدمت ہی کرتے رہے۔ آپ کو دل کا پہلا حملہ ۱۹۷۶ء میں کراچی میں ہوا۔ ڈاکٹروں نے دل کے اپریشن کا مشورہ دیا تو پھر ۱۹۸۴ میں کینیڈا میں دل کا بائی پاس اپریشن کروایا اور پھر بارہ سال تک نہایت فعال زندگی گزاری ۱۹۹۳ء میں دسمبر کے ماہ میں دوبارہ دل کا حملہ ہوا مگر اللہ تعالیٰ نے معجزانہ طور پر شفا بخشی۔

۲۰ر اگست ۱۹۹۶ء بروز منگل صبح ٹورانٹو مشن ہاؤس میں مکرم امیر صاحب کینیڈا سے ملاقات کیلئے گئے تو وہاں دل کا حملہ ہوا۔ آپکو ہسپتال لے جایا گیا جہاں ڈاکٹر رات بھر اپنی سعی ناکام کرتے رہے مگر اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی ۲۱ر اگست کی صبح آٹھ بجکر بیس منٹ پر اپنی جان اپنے خالق کے حضور پیش کر دی۔ مرحوم موصی تھے۔ تدفین جماعتی انتظام کے تحت ٹورانٹو مشن ہاؤس کے ایک قریبی قبرستان میں ہوئی۔ احباب جماعت سے مرحوم کے درجات کی بلندی کے لئے درخواست دعا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ مرحوم کے عزیزوں اور رشتہ داروں کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(چوہدری نصیر احمد۔ کینیڈا)

دُعائے مغفرت

میری نانی محترمہ سائرہ بیگم اہلیہ مرحوم معشوق علی احمد آف تالبر کوٹ (اڑیسہ) ۱۶ر جون ۹۶ء کو اس دارِ فانی سے رحلت کر گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ۰ عمر لگ بھگ ۷۵ سال کے قریب تھی مرحومہ پاک طینت نرم خو ملنسار کے علاوہ صوم صلوٰۃ کی پورے اہتمام کے ساتھ پابند تھیں۔ تلاوت قرآن باقاعدگی کے ساتھ کرتی تھیں اکثر تہجد کی نماز بھی ادا کیا کرتی تھیں احمدیت سے بے پناہ محبت کرتی تھیں یہی وصیت اپنی تمام اولاد کو بھی کرتی تھیں اپنے علاقے میں مرحومہ اپنے مثالی اوصاف اور پارسائی کی وجہ سے کافی مشہور تھیں۔ مرحومہ کے مغفرت اور جنت ماوٰی مقام حاصل ہونے کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔

(اسماء خاتون اہلیہ مکرم سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ)

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N.61/57

FAX - 01872 - 20105 ☎ 01872-20757

THE WEEKLY **BADR** QADIAN 143516

DISTT GURDASPUR PUNJAB (INDIA)

VOL - 45 THURSDAY, 3 OCTOBER 1996 ISSUE NO - 40

بھٹّو خاندان ۔ عبرت کا نشان

(مُنیر احمد خادم)

آمدہ خبروں کے مطابق پاکستان کے سابق وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو کے بڑے صاحبزادے مرتضیٰ بھٹو اپنی بہن بے نظیر بھٹو کی حکومت میں ۲۰ ستمبر کو پولیس کی گولیوں کا نشانہ بن کر ہلاک ہو چکے ہیں۔ قبل ازیں ان کے چھوٹے بیٹے شاہنواز کی ۱۹۸۵ء میں فرانس میں زہر دئے جانے سے موت ہو گئی تھی۔ اس طرح ذوالفقار علی بھٹو کی نرینہ اولاد کا پُر تشدد ہلاکتوں کے ذریعہ صفایا ہو چکا ہے۔ باقی خاندان میں ان دنوں بھٹو صاحب کی کینسر کی مریضہ ایرانی النسل بیوی بیگم نصرت بھٹو اور ان کی بیٹی بیگم بے نظیر بھٹو اور صنم بھٹو ہیں اول الذکر ان دنوں پاکستان کی وزیر اعظم ہیں اور کئی طرح کی ابتلاؤں اور مصیبتوں میں گھری نہایت مشکل سے اپنی کرسی کو سنبھالنے کی فکر میں مصروف ہیں۔ بیگم بے نظیر کے خاوند آصف زرداری پر مُرتضیٰ بھٹو کے قتل کا الزام لگایا جا رہا ہے جن پر پہلے سے بھی حکومت کا کروڑوں روپے کا غبن کرنے اور لندن میں عیش و آرام سے بھرپور محلات کی تعمیر کرانے کا بھی الزام ہے۔

ذوالفقار علی بھٹو جو لاڑکانہ پاکستان میں پیدا ہوئے تھے پاکستان کے فوجی صدران محمد ایوب خان اور یحییٰ خان کے دور حکومت میں اعلیٰ عہدوں پر رہے یحییٰ خان کے دور میں ذوالفقار علی بھٹو پاکستان کے وزیر خارجہ کے عہدے پر فائز تھے جن کے دور میں مغربی و مشرقی پاکستان میں انتخابات کے بعد ذوالفقار علی بھٹو کی ضد اور تعصب کے نتیجہ میں پاکستان کے دو ٹکڑے ہوئے اور بنگلہ دیش نقشۂ عالم پر نمودار ہوا۔ اس طرح ۱۹۷۳ء میں ذوالفقار علی بھٹو نے بچے ہوئے پاکستان کے وزیر اعظم کے طور پر حلف لیا۔ اُن دنوں بھٹو صاحب پر ان کی ضد کی وجہ سے بنگلہ دیش بنائے جانے کے شدید الزامات لگ رہے تھے اور امکان تھا کہ اگر الزامات شدید ہو جائیں تو کہیں وزارت عظمیٰ کی کرسی سے ہی ہاتھ نہ دھونے پڑیں۔

چنانچہ کرسی کی مضبوطی کے لئے بھٹو صاحب نے ایک تو مولویوں کے طبقہ کو اپنے ساتھ ملایا تاکہ وہ ان کے اقتدار کے لئے ان کا ساتھ دیں دوسرا کام انہوں نے یہ سرانجام دیا کہ پانچ چھ جگہ جونیئر فوجی افسر ضیاء الحق کو اپنا ہمدرد جان کر اُسے پاکستانی فوج کا سربراہ بنایا مولویوں اور ضیاء الحق کو اپنے ہاتھ میں لے کر بھٹو صاحب نے یہ کارنامہ بھی سرانجام دیا کہ مولویوں کی مزید ہمدردی حاصل کرنے کے لئے ان سے وعدہ کیا کہ وہ قادیانیوں کا ۹۰ سالہ مسئلہ جسے ان کے دور تک کوئی بھی حل نہ کر سکا تھا ضرور حل کر دیں گے اس طرح انہوں نے سوچا کہ وزارت عُظمیٰ کی انکی کرسی ہمیشہ ہمیش کے لئے پکی ہو گئی ہے۔ اور وہ اس کارنامے سے مسلم دنیا کے ہیرو بن جائیں گے۔ چنانچہ شاہ فیصل کی مدد سے مکہ میں اپریل ۱۹۷۴ء میں رابطہ عالم اسلامی کی کانفرنس منعقد کی گئی جس میں جماعت احمدیہ پر طرح طرح کے جھوٹے اور دلآزار الزامات لگائے گئے قرار دادیں پاس کیا گیا کہ:۔

۱۔ "ہر اسلامی تنظیم قادیانی سرگرمیوں کو جہاں بھی وہ سرگرم عمل ہیں روکے ان کی حقیقت سے پردہ اٹھائے اور دنیا کو ان سے واقف کرائے تاکہ لوگ ان کے جال میں نہ پھنسنے پائیں۔

۲۔ کانفرنس اعلان کرتی ہے کہ یہ طبقہ کافر ہے اور اسلام سے بالکل خارج ہے۔

۳۔ قادیانیوں اور احمدیوں سے کوئی معاملہ نہ کیا جائے ان کا اقتصادی سماجی اور تہذیبی بائیکاٹ کیا جائے۔ ان سے شادی بیاہ کا رشتہ نہ قائم کیا جائے مسلمانوں کے قبرستانوں میں ان کو دفن نہ کیا جائے۔ ان سے وہ معاملہ کیا جائے جو کفار سے کیا جاتا ہے۔

۴۔ تمام مسلم حکومتوں سے مطالبہ کیا جاتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے پیرؤں کی سرگرمیوں پر پابندی لگائیں۔ اور ان کو غیر مسلم اقلیت تصور کریں اور ان کو گورنمنٹ میں اہم مناصب اور عہدوں پر فائز نہ ہونے دیں

۵۔ قرآن مجید میں قادیانیوں نے جو تحریف کی ہے (لعنۃ اللہ علی الکاذبین) اس کے فوٹو شائع کئے جائیں۔ قرآن کے قادیانی ترجموں کو تلاش کر کے جمع کیا جائے اور ان کو پھیلنے سے روکا جائے۔

۶۔ ہر وہ طبقہ جو اسلام سے منحرف ہے اس سے قادیانیوں جیسا سلوک کیا جائے

(سہ روزہ الجمعیۃ ۲۹/۴/۷۴ صہ ۴)

بھٹو صاحب کو پاکستان میں رابطہ عالم اسلامی کی مذکورہ تمام قرار دادوں کو عملدر آمد کرنے کیلئے ٹارگٹ بنایا گیا ریہرسل کے طور پر پہلے پاکستانی مقبوضہ کشمیر کی اسمبلی میں ۱۹۷۳ء میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا پھر قومی اسمبلی میں احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر پورے پاکستان میں مئی ۱۹۷۴ء سے اینٹی احمدیہ فسادات شروع کرا دئے گئے۔ اور جون کے پہلے مہینہ میں ۱۲۳ احمدی شہید کر دئے گئے۔ پورے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف طوفان بے تمیزی برپا کیا گیا۔ قرآن مجید پھاڑ دئے گئے مساجد جلائی گئیں مکانات اور دکانیں لوٹی گئیں کئی شہروں میں بچوں عورتوں اور مردوں کو ان کے گھروں میں محصور کر دیا گیا زندگی کی چھوٹی چھوٹی ضروریات سے محروم کر دیا گیا بچوں کو چھتوں پر سے نیچے پھینک دیا گیا زندوں کی زبانیں کاٹ ڈالی گئیں آنکھیں نکال دی گئیں انہیں نیزوں پر اُچھالا گیا اور وہ بربریت پھیلائی گئی کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے مختصر یہ کہ بھٹو صاحب اور ان کی حکومت کے ایما پر احمدیوں کی زندگی اجیرن بنا دی گئی۔ احمدی زخمی ہوتے رہے ماریں کھاتے رہے قتل ہوتے رہے اور خلافت احمدیہ کے زیر سایہ اپنے مولیٰ کے حضور صبر و شکر سے گڑ گڑا کر دعائیں کرتے رہے۔

ادھر بھٹو اور ان کی حکومت کی تمام مشینری اپنی موجودگی میں بلوائیوں کی مدد سے معصوم احمدیوں کے خون سے ہولی کھیلتی رہی۔

اخبارات کو دئیے گئے ایک بیان میں ذوالفقار علی بھٹو کی بیوہ بیگم نصرت بھٹو نے اپنے بیٹے مرتضیٰ بھٹو کے قتل پر آنسو بہاتے ہوئے کہا کہ مرتضیٰ کے بچوں کو مکان کے باہر چل رہی گولی کی آواز سن کر کیا محسوس ہؤا ہوگا جہاں اُن کے والد کی دروازہ پر ہی موت ہو گئی۔ لیکن بیگم نصرت بھٹو ان سینکڑوں معصوم احمدی بچوں کو بھول گئیں جن کے والدین ان کے خاوند کے اقتدار کے دور میں ان کے بچوں کے سامنے قتل کر دئے گئے آج خُدا نے خوب انتقام لیا ہے کہ بہن کے اقتدار میں اس کا بھائی اُسی پولیس کے ہاتھوں مرا جس پولیس کی مدد سے بھٹو کے زمانہ میں کئی احمدی شہید کئے گئے اور مولویوں نے تو یہاں تک کہا تھا اگر بھٹو صاحب احمدیوں کو پاکستان سے نابود کر دیں تو وہ اپنی داڑھیوں سے ان کے بوٹ کی پالش کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔

(پاکستان ٹائمز لاہور ۲۵/۱۰/۷۴)

بھٹو صاحب نے ۷۴ء کے خون آشام واقعات کے بعد سمجھ لیا تھا کہ انہوں نے احمدیوں کا قتل عام کر کے نہ صرف اپنی کرسی مضبوط کر لی ہے بلکہ اس طریقہ سے وہ اسلامی ممالک میں ایک عظیم ہیرو کے طور پر سمجھے جائیں گے لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ الہٰی جماعت سے منسلک صابر و شاکر معصوم احمدیوں کا لہو نہ صرف ان کا بلکہ ان کے سارے خاندان کا ستیاناس کر کے رکھ دے گا چنانچہ ٹھیک تین سال بعد اگست ۱۹۷۷ء میں ذوالفقار علی بھٹو سے چھیننے فوجی افسر ضیاء الحق نے انہیں نہایت چالاکی سے قید کر کے ان کے خلاف نواب محمد احمد خان کے قتل کے الزام میں مقدمہ چلا دیا اور اس طرح بھٹو صاحب اور ان کے خاندان کے عبرتناک زوال کا دور شروع ہوا شراب کا عادی اسلامی دنیا کا یہ ہیرو جو کبھی خلیفۃ المسلمین بننے کے خواب دیکھتا تھا جیل کی سلاخوں کے پیچھے بند کر دیا گیا اس کا دماغ ماؤف ہو گیا اور وہ زندگی کی چھوٹی سے چھوٹی ضرورتوں کے لئے بھی ترس کر رہ گیا۔ چنانچہ اردو ٹائمز ۲/۸/۷۸ کے حوالہ سے بھٹو کی ان دنوں کی کسمپرسی کی حالت ملاحظہ فرمائیں۔

"مسٹر بھٹو آج کل جیل میں سخت تکلیف کے دن گذار رہے ہیں مسٹر بھٹو کے ساتھ قید تنہائی میں کیا سلوک ہو رہا ہے اس کی کچھ تفصیلات کراچی سے شائع ہونے والے ہفتہ وار "معیار" نے شائع کی ہیں "معیار" کے مطابق اگر بھٹو صاحب کے پاس پہنچنے کا کسی کو موقع ملے تو سب سے پہلے اسے بڑے آہنی پھاٹک میں سے گزرنا ہوگا جو گڑ گڑاہٹ سے کھلتا ہے چند قدم کے بعد پھر دوسرا آہنی دروازہ ملتا ہے جس سے گذرنے کے بعد پھر ایک احاطہ شروع ہوتا ہے یہ جیل کا اندرونی حصہ ہے اس کے بعد کئی موڑ آنے کے بعد اور متعدد دروازوں کے کھلنے کے بعد ایک سیاہ رنگ کا دروازہ آتا ہے جو ۱۶×۱۲ فٹ کے ایک کمرے میں کھلتا ہے جہاں پیپلز پارٹی کے چیئرمین اور سابق وزیر اعظم زیر حراست ہیں اس کمرے کا ایک آہنی سلاخوں والا دروازہ ہے اور دوسری طرف آہنی سلاخوں والی کھڑکی جس کے باہر کچھ فاصلے پر دیوار سے آہنی سلاخوں والا دروازہ اور کھڑکی گرمیوں میں مچھروں کو یلغار کا موقع دیتے ہیں۔ جو ان دنوں پنجاب کا یخ بستہ ہواؤں (باقی صہ ۱۱ پر)